صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز منگل مورخہ 07 جنوری 2014ء بمطابق 05 ربیع الاوّل 1435 ہجری بعداز دوپہر چار بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيمِ۔

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا O اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا۔

(ترجمہ): اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے۔ اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔ وآخِرُ الدَعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب سپیکر: جزاک اللہ۔ دس منٹ کیلئے وقفہ دیتے ہیں نماز کیلئے، دس منٹ کے بعد پھر اجلاس شروع کرینگے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز عصر کیلئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

نشانزدہ سوالات اور انکے جوابات

Mr. Speaker: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ Questions / Answers, related to the Establishment, Health, Home and T.As and Sport Departments etc, are placed at item No. 2. Shah Hussain Khan, Question No. 728.

* 728 _ جناب شاہ حسین خان: کیا وزیر عملہ ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبائی سطح پر پلاننگ اور ڈیویلپمنٹ کے افسران کا سروس سے منسلک کوئی ڈھانچہ موجود نہیں جبکہ ہر محکمے کا اپنا علیحدہ پلاننگ سیل موجود ہے؛

(ب) آیا یہ درست ہے کہ ہر محکمے کے مذکورہ پلاننگ سیل میں کام کرنے والے افسران صرف اسی محکمے کی Strength پر ہوتے ہیں جس کیلئے وہ بھرتی ہوتے ہیں اور وہیں سے ریٹائرڈ ہوتے ہیں؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افسران کا ایک محکمے سے دوسرے محکمے میں تبادلہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ متعلقہ محکمے کی اجازت سے ڈیپوٹیشن پر جاتے ہیں؛

(د) اگر (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو حکومت کب تک پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ کے شعبے سے متعلق صوبائی محکموں کے الگ الگ پلاننگ سیل میں کام کرنے والے افسران کو ایک انتظامی ڈھانچے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ تمام صوبائی محکمے ان افسران کے تجربوں سے یکساں طور پر مستفید ہو سکیں؟

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ نے پڑھا): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں، درست ہے۔

(ج) جی ہاں، درست ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ نے اسی قسم کا سروس سٹرکچر/ڈھانچہ برائے پلاننگ افسران تیار کیا تھا جس میں تمام محکموں کے پلاننگ سیلز کے ملازمین کا آئی ٹی کیڈر کی طرح ایک سنگل پلاننگ کیڈر تجویز کیا گیا تھا جس کے تحت پلاننگ کیڈر کے تمام ملازمین محکموں کے مابین معمول کے مطابق تبدیل کئے جا سکیں گے۔ مجوزہ ڈھانچہ/سٹرکچر محکمہ قیام و عملہ نے بغور جائزہ لینے کے بعد مجاز اتھارٹی کی منظوری سے جناب نائب معتمد اعلیٰ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو بھجوادیا ہے تاکہ وہ اس کا ورکنگ پیپر تیار کرکے محکمہ قیام و عملہ کو بھجوائے۔ مذکورہ ورکنگ پیپر کے موصول ہونے کے بعد متعلقہ محکموں سے ضروری مشورہ کرکے مزید جانچ پرکھ کی جائے گی اور مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد سنگل پلاننگ کیڈر کو حتمی شکل دینے کیلئے حتمی لائحہ عمل تیار کیا جائیگا۔

<u>جناب شاہ حسین خان</u>: جواب نه خو زه مطمئن يم جي خو ديکښې دا ده چې دوئ وائي چې د سروس سټرکچر دا ډهانچه چې ده، دا مونږ ليږلې ده نو زما ضمنی سوال دا دے جی چې دا به څو پورې وشی، کومه مياشت کوم تاريخ يا کوم کال کښې، ځکه د دې خو وخت ډير وشو نو چې دا به کله پورې وشی؟

<u>Mr. Speaker</u>: Concerned Minister, concerned Minister.

ایک منٹ، آپ اپنا کوسچن پھر سے دہرائیں گے جب یہ آجائیں۔ اسٹیبلشمنٹ Basically چیف منسٹر کے پاس ہوتا ہے، اسٹیبلشمنٹ ڈیپارٹمنٹ۔

<u>جناب شاہ حسین خان</u>: تولاء منسٹر بھی تو نہیں ہے، وہ بھی نہیں ہے۔

<u>جناب سپیکر</u>: نہیں، یہ کوسچن ایک دفعہ پھر دہرائیں گے، یہ شاہ فرمان صاحب بھی آگئے ہیں ابھی۔

<u>جناب شاہ حسین خان</u>: شاہ فرمان صاحب جواب دے گا، تو ٹھیک ہے جی۔

<u>جناب سپیکر</u>: یہ آپ کوسچن پھر دہرائیں، کوسچن۔

<u>جناب شاہ حسین خان</u>: سپيکر صاحب! ما اووئيل په شروع کښې کنه چې د دې سوال نه زه مطمئن يم نور جی خو په دې (د) کښې بيا چې ما کوم سوال غوښتے دے، هغې کښې دوئ ليکلی دی چې دا مونږ ليږلے دے، د دې ډهانچه مو اسټيبلشمنټ ته ليږلې ده، زما ديکښې دا سوال دے ضمنی جی چې دا به کوم

تاريخه پورې يا کومې مياشتې کښې يا کوم کال کښې به دا ډهانچه تياره شی او اخری منظورئ د پاره به ورکړے شی ؟

جناب سپیکر: جناب شاہ فرمان خان، کوئسچن 728۔

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ واطلاعات): جناب سپیکر، ہم اس کو Time limit میں ڈسکس کرکے پھر آپ کو Communicate کرونگا، کل ان سے بات کرکے ڈیپارٹمنٹ سے، لیکن میں یہ ضرور کہونگا کہ جلداز جلد اس کے اوپر عملدرآمد ہو۔

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: هں جی۔

جناب شاہ حسین خان: دا سې ده جی، خبره د دوئ ټهيک ده، زما ورسره دغه دے خو دا به تاسو ما ته په ټيلی فون باندې وايئ که سبا په اسمبلئ کښې وايئ که ما به خپل دفتر ته راغواړئ ؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ واطلاعات: زه به پخپله تاسو ته ټيليفون وکړم او تاسو له به راشم او تاسو به پوهه کړم۔

جناب شاہ حسین خان: مهربانی جی، مهربانی جی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: کوئسچن نمبر729،جناب زرین گل صاحب۔

جناب زرین گل: ډيره مننه، محترم سپيکر صاحب۔ سوال نمبر729 (الف) (ب) پکار خو ده چې 'کنسرنډ' منسټر موجود وے-----

وزیر صحت: جناب، زه موجود يم۔

جناب زرین گل: ښه راغلے۔ محترم سپيکر صاحب۔

جناب سپیکر: کوئسچن نمبر؟

جناب زرین گل: کوئسچن نمبر 729،(الف) (ب)۔

جناب سپیکر: جی۔

* 729 _ جناب زرین گل: کیاوزیر صحت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ تورغر کی قبائلی حیثیت کے خاتمے اور ضلع بننے کے بعد اس پسماندہ علاقے میں ڈسٹرکٹ، تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں کی تعمیر مکمل کی جاچکی ہے؛

(ب) اگر(الف)کاجواب نفی میں ہو تو مذکورہ ہسپتالوں کی عدم تعمیر کی وجوہات بتائی جائیں، نیز آیاموجودہ حکومت مذکورہ ہسپتالوں کی تعمیر کے پراجیکٹوں کو سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 2013-14 میں شامل کرنے کاارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب شوکت علی یوسفزئی(وزیر صحت): (الف) جی نہیں،ابھی تک ڈسٹرکٹ تورغر میں کوئی ڈسٹرکٹ یا تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال نہیں بناہے۔

(ب) اس سلسلے میں محکمہ صحت نے مراسلہ نمبر- 3-21/ SPO-II/ Health/ P&D/ 2010 11/ مورخہ 09 جون 2011 ترقیاتی منصوبہ برائے تورغر Tor Ghar to Cat-D Mansehra سینیئر چیف کوآرڈینیٹر پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو بھیجاہے جس میں 9بی ایچ یوز میں سے ایک بی ایچ یو کو40 بستروں پر مشتمل کیٹگری ڈی ہسپتال میں اپ گریڈ کرنے کی تجویز تھی جسے ضلع کے سپیشل ڈیویلپمنٹ پلان کے PC-1 میں بھی شامل کیا گیا تھا۔ جہاں تک ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال کی تعمیر کا تعلق ہے،اس کا فیصلہ مذکورہ بالا بی ایچ یو کے کیٹگری ڈی ہسپتال میں اپ گریڈ کرنے کے بعد کیا جائے گا کہ آیا کیٹگری ڈی ہسپتال کو مزید اپ گریڈ کرکے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال بنایا جائے یا معقول مقام پر نیا ہسپتال تعمیر کیا جائے؟

جناب زرین گل: جناب سپیکر صاحب، دیکښې دا تور غر چې دے، دا Newly born district دے، په دېکښې ډی ایچ کیو نشته، پکښې تحصیل هیډکوارټر هسپتال نشته، پکښې آر ایچ سی نشته، دیکښې ټوټل نهه بی ایچ یوز دی۔ اوس چونکه ستاسو د حکومت پالیسی چې ده هغه ډیره ښه ده د هیلتھ باره کښې، چې کومو ضلعو ته کومو هسپتالونو ته تاسو چې کوم Facilitate کوئ نو مهربانی دا وکړئ چې تورغر چې کوم دے، چې کوم دا حالات دی، هغې نه نشی مستفید کیدے نو Kindly زه تاسو ته ستاسو د دې چیئر په حواله زه 'کنسرنډ' منسټر صاحب ته دا وایم چې تاسو، کله چې ډی ایچ کیو جوړیږی، چې کله به جوړیږی؟ کله چې دغه جوړیږی نو اوس مونږ له په دې نهه بی ایچ یوز کښې چې کوم دے

درې بی ایچ یوز چې کوم تحصیل سره منسلک دی، هغه مونږ له د آر ایچ سی درجه ورله ورکړی، په ډیډک میټنگ کښې مونږ هغه یو پیکج جوړ کړے دے د هیلتھ باره کښې، د تورغر، هغه Through ډی ایچ او رارسیدلے دے متعلقه ډیپارټمنټ ته، نو Kindly په دې د جناب وزیر صاحب غور وکړی چې د دې نه Facilitate شی۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: پہلے تو اس کا یہ جواب دے دیں، 'کنسرنڈ' منسٹر صاحب۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، میرا بھی اسی سے Related سوال ہے۔

جناب سپیکر: چلو چلو، نگہت اورکزئی، میڈم نگہت اورکزئی۔

محترمہ نگہت اورکزئی: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب! آپ کی وساطت سے میں وزیر صحت صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ پشاور میں جو بے نظیر ہاسپٹل ہے جس پر دس کروڑ روپے کا خرچہ آچکا ہے، شہید بی بی بے نظیر بھٹو صاحبہ کے نام پر جو پچھلی گورنمنٹ نے اس کو بنایا تھا اور اس پر دس کروڑ روپے کا خرچہ آچکا ہے Already، تو کیا اس ہاسپٹل کو، شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کے نام پر جو یہ ہاسپٹل ہے، کیا اس کو یہاں سے گورنمنٹ کسی اور ڈسٹرکٹ میں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اور اگر رکھتی ہے۔۔۔۔۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: یہ تو فریش کوئسچن بنتا ہے۔

محترمہ نگہت اورکزئی: یہ فریش ہے یا نہیں ہے، آپ ذرا چپ کرکے بیٹھیں، پلیز۔

جناب سپیکر: اس میں۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: تو سر، اس پر یہ ہے کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ آیا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، دیکھیں اس کا جو کوئسچن ہے، اس کے ساتھ زیادہ Related ہو، وہ آپ فریش کوئسچن Put کرلیں، وہ لے لیں گے۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر، یہ تو ہاسپٹل کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب۔

وزیر صحت: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، دا ډیره افسوناکه خبره ده چې دا زمونږ، خاص طور باندې جتنے یہ دور دراز اضلاع ہیں، وہاں پر صحت کی سہولتوں میں بہت زیادہ، جب میں آیا اس وقت سے لیکر اب تک کافی مشکلات ہیں اور دیکھا جائے تو 67 سال اس ملک کے ہوئے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ بہت ساری جگہوں پر جتنی آبادی ہے، اس لحاظ سے اتنی سہولیتیں نہیں ہیں صحت کی، ایجوکیشن کی، دوسری، تو ان شاءاللہ تعالیٰ یہ فوری طور پر ہم کر رہے ہیں کہ جو بی ایچ یوز ہیں، انہوں نے کہا 9 بی ایچ یوز، اس میں سے ہم جو کیٹگری ڈی ہاسپٹل اس کو Declare کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی یقین دلا رہے ہیں ان شاءاللہ تعالیٰ کہ اگر اس پر ان کا کام نہ ہوا تو اس کو ہم ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہاسپٹل Declare کر دیں گے، جب تک کہ اس کی الگ بلڈنگ نہ بن سکے تو وہی بی ایچ یو کو ہم اپ گریڈ کر کے ان کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہاسپٹل میں ان شاءاللہ تعالیٰ وہ کر دینگے۔ جہاں تک نگہت اور کزئی صاحبہ کے سوال کا تعلق ہے تو یہ ایشو نہیں ہے کہ مطلب وہ اگر بے نظیر بھٹو کا نام ہے تو اس وجہ سے کہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے، چونکہ یہ منتقل کرنے کا تو خیر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے اور جہاں تک نئی، چونکہ ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ نئی کنسٹرکشن نہیں ہو گی اس سال، تو اس لئے ہم نے اس کو نہیں چھیڑا، ان شاءاللہ تعالیٰ بے نظیر بھٹو اس ملک کی وزیر اعظم رہی ہیں، ہم ان کا احترام کرتے ہیں، تو نام کا کوئی ایشو نہیں ہو گا ان شاءاللہ تعالیٰ تو ضرور یہ ہسپتال ہم بنائیں گے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جناب زرین گل صاحب۔

جناب زرین گل: محترم سپیکر صاحب، زه ډیره شکریه ادا کوم د متعلقه وزیر صاحب لیکن دیکښې دا کیټګری ډی چې دے، دا خو به وروستو دغه کیږی، زه وایم چې فوری طور باندې مونږ ته د درې آر آیچ سیز ضرورت دے، د دریو تحصیلونو هغه بی ایچ یوز چې دی، هغه Already په داسې سټینډرډ اوس دې ERRA والا جوړ کړی دی چې هغه د آر ایچ سی لیول، خالی چې دوئ دا اعلان وکړی چې دا دوئ Facilitate کړی نو د هغې سره به ټول Entire تورغر ضلعې ته چې کوم دے، چونکه د صحت په مد کښې تاسو ډیر بنه لګیا یئ، موجوده حکومت ډیر بنه پروګرام دغه کړے دے چې د هغې نه دا تورغر مستفید شی۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ ایوان میں تشریف لے آئے)

(تالیاں)

جناب سپیکر: شوکت خان۔

وزیر صحت: دیکبنې جی چونکه تورغر ته زه خپله هم تلے یم، ډیره لرې علاقه ده، ډیر زیات پرابلمز دی خلقو ته خو زما خیال دا دے چې که فرض کړه په دې کیټگری ډی هاسپټل باندې ستاسو کار به وشی، که نه کیږی فرض کړه نو زه تاسو سره بالکل کبنیناستو ته تیار یم، که تاسو وایئ چې آر ایچ سی، زما خو خیال دا دے چې زه ډسټرکټ هیډکوارټر هسپتال تاسو ته دغه کړم دې سره سره، که تاسو وایئ چې نه، هغه Delay شی آر ایچ سی نو ما ته څه اعتراض نشته دے۔

جناب زرین گل: محترم سپیکر صاحب، زه د وزیر صحت صاحب نه صرف درې آر ایچ سیز غواړم۔

وزیر صحت: ان شاءالله تعالیٰ د پینځو کالو د پاره خو در سره بالکل وعده کولے شم، یو آر ایچ سی فوری طور باندې تاسو نشاندهی وکړئ، هغه به درته مونږ وکړو ان شاءالله او سیکنډ به بیا بل کال کبنې وکړو ان شاءالله، دا به درته دې کال۔

جناب سپیکر: کوئسچن نمبر 730، محترمہ عظمیٰ خان صاحبہ۔

* 730 _ محترمہ عظمیٰ خان: کیا وزیر صحت از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ نے جون 2013ء کے بعد میڈیکل آفیسر ز کی ایڈہاک بیسز پر بھرتیاں کی ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ پوسٹوں کیلئے اشتہار کن کن اخبارات میں دیا گیا تھا، اشتہارات کی کاپیاں فراہم کی جائیں، نیز ان پوسٹوں پر بھرتی کیلئے میرٹ کا طریقہ کار کیا تھا، میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر صحت): (الف) جی نہیں۔

(ب) اس سلسلے میں عرض ہے کہ محکمہ صحت نے جون 2013 میں میڈیکل آفیسرز کی ایڈہاک بیسز پر بھرتیاں نہیں کی ہیں، تاہم پشاور ہائی کورٹ کے حکم مورخہ 29-10-2013 کے تناظر میں پرانے ایڈہاک ڈاکٹرز کی مدت ملازمت میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر مزید ایک سال توسیع کی گئی ہے۔

محترمہ عظمیٰ خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ سپیکر صاحب، میں ہیلتھ منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہونگی کہ یہ وہی پوسٹ ہے جس کیلئے ہزاروں کی تعداد میں Applications آئی تھیں اور تقریباً اٹھارہ سو کو انٹرویو کیا گیا تھا۔ یہ وہی پوسٹیں ہیں جو کورٹ کے کہنے پر ان کو دوبارہ کینسل کر دیا گیا تھا؟ سر ہیلتھ منسٹر صاحب۔

جناب سپیکر: جناب شوکت خان، آپ جواب دیں اس کا پھر۔

وزیر صحت: آپ کا کوسچن کچھ اور ہے یہاں پر اور۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہ اس کے ساتھ Related، جو Concerned issue ہے، اسی کے ساتھ۔۔۔۔

محترمہ عظمیٰ خان: سر، یہ ایڈہاک، یہ کوسچن نمبر 730 جناب سپیکر، ایڈہاک بیسز پر ڈاکٹرز کی، 730 میرا کوسچن ہے، آپ نے اناؤنس کیا ہے، ایڈہاک ڈاکٹرز کی بھرتیاں ہیں۔

وزیر صحت: دیکھیں، وہی ہے بی بی! میں آپ کو بتا رہا ہوں، یہ آپ کو پتہ ہے۔۔۔۔

Ms. Aneesa Zeb Tahirkheli: Mr. Speaker!

Mr. Speaker: Yes.

Ms. Aneesa Zeb Tahirkheli: He should address the Chair only, he should not talk to the Member directly, he should always address the Speaker.

وزیر صحت: بہت شکریہ جی، بہت شکریہ، تھینک یو۔ جناب سپیکر! یہ جو انہوں نے کوسچن کیا ہے، یہ Basically دیکھیں ایک ایشو آیا تھا یہاں پر، آپ کو یاد ہے کہ جب اسمبلی کا سیشن ہو رہا تھا تو کچھ ڈاکٹرز صاحبان باہر مظاہرہ کر رہے تھے تو یہ اس میں 230 کے قریب یا 229، اس طرح کوئی ڈاکٹرز تھے، یہ ان کو ہم نے جو انٹرویوز کئے تھے جو آپ اشارہ کر رہی ہیں کہ 1600 جو بھی آپ کہہ رہی ہیں، انٹرویوز تو ہم نے سب کے کر لئے تھے لیکن ہم نے لینے تھے اس وقت Five hundred doctors جبکہ وہ ڈاکٹرز جو ہیں

وہ مظاہرہ کررہے تھے،اس کے بعد پھر ہائی کورٹ کا بھی فیصلہ آگیا تو ہم نے پہلے ان کو ایڈجسٹ کیا،اس کے بعد جو پوسٹیں رہ گئیں،اس پہ ہم نے مزید بھرتیاں کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ خان: ٹھیک ہے۔ سپیکر صاحب! میں نے یہ ڈیٹیل مانگی تھی کہ مذکورہ پوسٹوں کیلئے اشتہار کن کن اخباروں میں دیا گیا تھا،اشتہارات کی کاپیاں فراہم کریں، نیز پوسٹوں پر بھرتی کیلئے میرٹ کا طریقہ کار کیا تھا، میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟ کچھ بھی نہیں دیا گیا جناب سپیکر، دو الفاظ میں بات ختم کی ہے کہ ہم نے کورٹ کے کہنے پر انہی کنٹریکٹ ملازمین کو ایک ایکسٹنشن دے دی اور بس باقی کینسل ہو گئے، تو جناب سپیکر! منسٹر صاحب کچھ اور کہہ رہے ہیں اور ان کا Written answer کچھ اور کہہ رہا ہے۔

جناب سپیکر: مطلب یہ کونسے اخبارات میں آیا ہے جو کہتے ہیں،اس کا جواب دیں کہ اشتہارات۔۔۔۔

محترمہ عظمیٰ خان: اصل میں Answer اس کا Complete بالکل نہیں ہے، منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اپوائنٹمنٹس۔۔۔۔

وزیر صحت: جی بالکل، میں آپ کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔۔۔۔

محترمہ عظمیٰ خان: جی۔

وزیر صحت: کہ جو آپ نے مانگا تھا کوئسچن، وہ اس طرح جواب نہیں ہے، میں بالکل اتفاق کرتا ہوں اس کے ساتھ۔۔۔۔

محترمہ عظمیٰ خان: ٹھیک ہے۔

وزیر صحت: لیکن اب جو یہ آپ نے کوئسچن کیا ہے کہ وہی ڈاکٹرز ہیں تو میں نے آپ کو Explain کیا کہ بالکل ہم نے جو 500 ڈاکٹرز لینے تھے،اس کیلئے ہم نے اشتہارات دیئے، 1600 سے زائد لوگوں نے اس میں انٹرویوز دیئے لیکن چونکہ کورٹ کا فیصلہ آگیا کہ جی، آپ ان لوگوں کو ایڈجسٹ کریں تو پھر ہماری مجبوری تھی کیونکہ ان لوگوں نے بھی Apply کیا ہوا تھا۔ چونکہ وہ Already کام کر رہے تھے تو ان کو ہم نے پہلے لیا، جو پوسٹیں خالی رہ گئی تھیں، انہی لوگوں میں سے ہم نے پھر لیے ہوئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ خان: ہیلتھ منسٹر صاحب ایڈمٹ کر رہے ہیں کہ انہوں نے بھرتیاں کی ہیں اور۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا۔۔۔۔

وزیر صحت: غلطی نہیں کی، اس کے کوئسچن میں جواب غلط آیا ہے، بالکل میں ایڈمٹ کرتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ خان: Next time ڈیپارٹمنٹ ایسا Incomplete answer نہ دے جناب سپیکر، اگر وہ ایڈمٹ کر رہے ہیں کہ کیا ہے؟

وزیر صحت: بالکل میں ایڈمٹ کرتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ خان: تو پھر Answer میں Reflect ہونا چاہیئے تھا کہ بھرتیاں ہوئی ہیں اور فلاں فلاں اس میں سلیکٹ ہوا ہے۔ Whatever, I am satisfied، منسٹر صاحب ایڈمٹ کر رہے ہیں۔

وزیر صحت: نہیں سلیکشن میں غلطی نہیں ہوئی ہے، سلیکشن کے اندر کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے۔

Mr. Speaker: Question No. 731. Question No. 731, Mohtarma Uzma Khan Sahiba.

* 731 _ محترمہ عظمیٰ خان: کیا وزیر اسٹیبلشمنٹ از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ جب بھی کوئی اے ڈی پی پراجیکٹ نان اے ڈی پی سائڈ پر آتا ہے تو پراجیکٹ کے تمام ملازمین کو Terminate کر دیا جاتا ہے اور ان پوسٹوں کو دوبارہ مشتہر کر کے اس پر بھرتیاں کی جاتی ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو جیسا کہ پنجاب، سندھ اور بلوچستان کی حکومتوں نے پراجیکٹ پالیسی کی شق نمبر 9(IV) کو ختم کر کے موجودہ پراجیکٹ ملازمین کو پراجیکٹ کے ساتھ نان ڈیویلپمنٹ سائڈ پر شفٹ ہوتے ہی اپنی پوسٹ کے ساتھ نان ڈیویلپمنٹ سائڈ پر جانے کا حق دیا ہے تو کیا خیبر پختونخوا کی حکومت کا اسی طرح کے اقدامات کرنے کا ارادہ ہے اور کب تک اس پر عملی اقدامات کئے جائیں گے؟

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر صحت نے پڑھا): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے، صوبہ خیبر پختونخوا کی پراجیکٹ پالیسی 2008 کی شق نمبر 10(V) کے تحت پراجیکٹ کی تکمیل پر پراجیکٹ ملازمین نوکری سے برخاست کر دیئے جاتے ہیں، تاہم اگر پراجیکٹ کو نئے فیز پر وسعت دی جائے تو ضروریات کو مد نظر رکھ کر ملازمین کی اسی پراجیکٹ میں دوبارہ تعیناتی کی جاتی ہے۔

(ب) پنجاب، سندھ اور بلوچستان کی پراجیکٹ پالیسی کی شق نمبر 9(IV) کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد خیبر پختونخوا حکومت مناسب اقدامات کرے گی۔

محترمہ عظمیٰ خان: شکریہ جناب سپیکر۔ سپیکر صاحب! کوئی بھی پراجیکٹ جب اے ڈی پی میں آتا ہے تو اس کیلئے ایمپلائز لیے جاتے ہیں، اس کا وہی طریقہ کار ہوتا ہے، میرٹ پہ ان کی بھرتیاں ہوتی ہیں اور جب وہ پراجیکٹ اے ڈی پی سے اپنا Tenure complete کر کے نان اے ڈی پی سائڈ پر جاتا ہے جناب سپیکر، تو ان تمام ملازمین کو Terminate کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ فریش اپوائنٹمنٹس کی جاتی ہیں جناب سپیکر! جو سراسر ناانصافی ہے۔ سپیکر صاحب! مجھے آپ کی اٹینشن چاہیئے ہو گی۔۔۔۔

جناب سپیکر: بولیں جی۔

محترمہ عظمیٰ خان: سر، ان ملازمین کو Terminate کر دیا جاتا ہے جناب سپیکر جو سراسر ناانصافی ہے۔ یہی ملازمین پھر کورٹ کی طرف جاتے ہیں اور کورٹ سے Decision لے کے پھر دوبارہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف آتے ہیں اور انہیں پھر ریگولر کر دیا جاتا ہے، یہ ایک نارمل پروسیجر بن گیا ہے کہ وہ یہاں سے Terminate ہو کے کورٹ جائے گا، کورٹ سے آرڈر لے کے وہ پھر آ کے ریگولرائز ہو جائے گا۔ جناب سپیکر، جبکہ پنجاب، سندھ، بلوچستان میں انہوں نے یہ شق ختم کر دی ہے اور جو بھی پراجیکٹ نان اے ڈی پی سائڈ پہ جاتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے ایمپلائز ریگولر ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس کو سچن میں پوچھا تھا جناب سپیکر کہ آیا حکومت کا کوئی ایسا ارادہ ہے کہ وہ بھی اسی طرز پہ اقدامات کرے؟ انہوں نے کہا کہ جائزہ لینے کے بعد حکومت اقدامات کرے گی، کوئی ٹائم فریم نہیں ہے کہ حکومت کب کرے گی؟ میرے کوسچن کے آنے کے بعد کرے گی یا اس سے پہلے بھی حکومت نے کچھ کیا ہے اس بارے میں؟ جناب سپیکر، جب یہ ایمپلائز کورٹ جاتے ہیں، Hundreds کی تعداد میں وہاں پہ ابھی کیسز پینڈنگ ہیں، کورٹ جب جاتے ہیں، یہ Stay پر ہوتے ہیں، یہ گورنمنٹ سے تنخواہ لیتے ہیں، اگر کیس سال بھی چلتا ہے تو وہ گورنمنٹ سے Pay لے رہے ہوتے ہیں، گورنمنٹ کا بھی نقصان ہے جناب سپیکر، پراجیکٹ بھی پینڈنگ ہوتا ہے، آپ اس پہ فریش اپوائنٹمنٹس بھی نہیں کر پاتے، ایک تو یہ لوگ اتنی محنت کرتے ہیں، پراجیکٹ کو کامیاب بناتے ہیں، ریگولر سائڈ پر لاتے ہیں اور پھر ان کو Terminate کر دیا جاتا ہے جناب سپیکر، مجھے یہ بتایا جائے کہ حکومت کتنی Sincere ہے اس شق کو ختم کرنے میں؟

Mr. Speaker: Concerned Minister concerned Minister, Shaukat Yousafzai.

وزیر صحت: یہ انہوں نے بات کی، دیکھیں میرے خیال سے یہ جو پالیسی ہے ایڈہاک کی، کنٹریکٹ کی اور یہ بڑے مشکل حالات میں اس طرح کے Decisions لیے جاتے ہیں کیونکہ پوسٹیں جب ضرورت پڑتی ہے تو آپ پوسٹیں بھیجتے ہیں پبلک سروس کمیشن کو، اس میں بڑی دیر لگ جاتی ہے، اب یہ ایجوکیشن میں، ہیلتھ کے اندر بہت ساری پوسٹیں جو اس وقت پبلک سروس کمیشن کے پاس ہیں لیکن ہم انتظار کر رہے ہیں، اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو چار سالوں میں پھر ڈاکٹرز بھی نہیں پورے کر سکیں گے۔ یہ پراجیکٹ کا تو ایشو یہ ہوتا ہے کہ پراجیکٹ میں زیادہ تر فنڈنگ باہر سے آتی ہے وہ فوراً اپنی ریکروٹمنٹ کرتے ہیں۔ یہ جو انہوں نے کوسچن اٹھایا ہے کہ اس کو Permanent کرنے کا یا جو پالیسی چینج کرنے کا، یہ ہم دیکھ لیں گے کیونکہ یہ تو جو پالیسی ہوتی ہے زیادہ تر اس میں ٹھیک ہے کہ گورنمنٹ ریکروٹمنٹ کرتی ہے لیکن جو پراجیکٹ کی اپنی ضروریات ہوتی ہیں تو ضروریات کے مطابق پھر وہ اس طرح کے فیصلے ہوتے ہیں۔

ایک رکن: (دوسرے اراکین سے) یہ اسٹیبلشمنٹ کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی میڈم محترمہ عظمیٰ خان صاحبہ۔

محترمہ عظمیٰ خان: سپیکر صاحب! میرا کوسچن یہ تھا کہ یہاں پہ انہوں نے لکھا ہے کہ جس طرح پنجاب، سندھ، بلوچستان نے اس شق کو ختم کر دیا، جب وہاں پہ کوئی پراجیکٹ ریگولرائز ہوتا ہے تو وہی پرانے ایمپلائز اس کے ساتھ ریگولر سائڈ پہ چلے جاتے ہیں اور انہوں نے Answer دیا ہے کہ ہم انہی دوسرے صوبوں کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد ہم بھی اسی طرح اقدامات کریں گے، تو گورنمنٹ نے کتنے اقدامات کئے ہیں یا ابھی میرے کوسچن کے بعد اقدامات کرے گی، کب تک کرے گی؟ کوئی ٹائم فریم تو ہوگا جناب سپیکر صاحب! اس کا۔

جناب سپیکر: جناب شوکت یوسفزئی۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! دیکھیں یہ جو ہے نا، Already جواب میں لکھا ہوا ہے کہ خیبر پختونخوا حکومت مناسب اقدامات کرے گی، بات یہ ہے کہ اگر آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پراجیکٹ شروع ہوا، اس میں ریگولر ملازمین وہاں چلے جائیں تو پھر یہاں کیا ہوگا جو ریگولر آپ نے رکھے ہوئے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایک ادارے کو Suffer کر کے دوسرے کو، یہ تو Possible نہیں ہے نا، یا تو آپ کے پاس ایکسٹرا لوگ

رکھے ہوں جس طرح پولیس میں ریزرو پولیس ہوتی ہے، اگر آپ ریزرو ملازمین رکھیں گے تو وہ ایک الگ پنڈورا بکس کھلے گا، الگ ایشو ہوگا لیکن میرے خیال سے صحیح یہ ہے کہ پراجیکٹ تو ایک سال دو سال کیلئے ہوتا ہے، اس کیلئے تو آپ نہیں کر سکتے ہیں کہ Permanent ملازمین کو لے سکیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو کوئی اضافی Incentive یا وہ ملنا چاہیئے۔

وزیر صحت: سر، بات یہ ہوئی ہے کہ گورنمنٹ اس کا جائزہ لے رہی ہے کہ اس میں کتنی بہتری لا سکتی ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عظمیٰ میڈم۔

محترمہ عظمیٰ خان: سر، جو بھی پراجیکٹ ریگولر ہونے کیلئے جاتا ہے، وہ اے ڈی پی سکیم ہوتی ہے، پراجیکٹ ہوتا ہے، جب وہ ریگولر ہوتا ہے تو وہ نان اے ڈی پی سائڈ پہ چلا جاتا ہے تو اس Tenure میں جن جن ایمپلائز نے ان کے ساتھ کام کیا ہوتا ہے، ان کو Terminate کر دیتے ہیں، پراجیکٹ وہیں رہتا ہے، اس پہ فریش اپوائنٹمنٹس کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہاں۔

محترمہ عظمیٰ خان: تو میں کہنا چاہ رہی ہوں کہ تین چار سال جب پراجیکٹ چلا ہے، جن ایمپلائز نے کام کیا ہے، پراجیکٹ وہیں ہے، ریگولر ہو رہا ہے تو انہی کو آپ دوبارہ لیں۔ تین چار سال وہ کام کر لیتے ہیں، Experienced بھی ہیں اور میرٹ پہ آئے ہوتے ہیں تو انہی کو آپ ریگولر کریں۔

وزیر صحت: بالکل، میں آپ کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں لیکن دیکھیں مختلف نوعیت کے مختلف پراجیکٹس ہوتے ہیں، اب Technical know how ایک پراجیکٹ کیلئے ہوتی ہے، آپ دوسرا پراجیکٹ شروع کریں، شاید اس کی وہ Technicality نہیں ہو، تو یہ کیسے Possible ہے کہ ہم ایک چیز کو دوسرے میں لگا دیں کہ جی آپ یہ کام کر لیں؟ لیکن بہر حال بالکل میں چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے صوبے کے لوگ ہیں، ان کو جتنا ہم Accommodate کر سکتے ہیں، پڑھے لکھے نوجوان، پڑھے لکھے لوگ ان کو ان شاءاللہ تعالیٰ جو Experience gain کریں گے، چاہیئے کہ ہم ان کو پہلے Priority دیں۔

جناب سپیکر: اچھا اس طرح ہے، اس میں شوکت خان! اس کا پوائنٹ بہت Valid ہے، اگر آپ اس کو Privately مل لیں اور اس کا جو Satisfaction ہے، وہ کر لیں اور جو ایشوز ہیں، آپ ان کو 'پراپر' ڈسکس کر کے اس کو مطمئن کر لیں۔

Minister for Health: Okay, okay.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے؟

وزیر صحت: ٹھیک ہے سر۔

جناب سپیکر: عظمیٰ خان نے سارے کوئسچنز بھیجے ہیں۔ محترمہ، کوئسچن نمبر 732، میڈم عظمیٰ خان۔

محترمہ عظمیٰ خان: تھینک یو، مسٹر سپیکر۔ جناب سپیکر، جو پچھلا کوئسچن گزرا Coming Private Members` Day پہ میرا اسی سے Regarding Bill آرہا ہے، اگر منسٹر صاحب ابھی ایشورنس دیدیں کہ وہ اسے سپورٹ کریں گے تو I will be very oblige۔

جناب سپیکر: جناب شوکت یوسفزئی۔

محترمہ عظمیٰ خان: پراجیکٹ ایمپلائز کے بارے میں 731؟

وزیر صحت: نہیں، پراجیکٹ ایمپلائز (والا) نہیں ہے، 732 آپ کا وہ ہے۔

محترمہ عظمیٰ خان: 732 میں کر رہی ہوں لیکن میں آپ سے ذرا ایشورنس مانگ رہی ہوں کہ 731 پہ میرا پرائیویٹ ممبر ڈے پہ بل آرہا ہے پراجیکٹ پالیسی ریگولرائزیشن پہ سر۔

وزیر صحت: نہیں 732 آپ کا بی بی! ٹراما سنٹر کے حوالے سے ہے۔

محترمہ عظمیٰ خان: میں 731 کی بات کر رہی ہوں سر۔

(قطع کلامیاں)

وزیر صحت: دیکھیں مجھے کوئی وہ نہیں ہے لیکن یہ اسمبلی کا فیصلہ ہونا چاہیئے، دیکھیں آج ہم حکومت میں ہیں، کل کوئی اور حکومت میں تھے، یہ ایک پالیسی ہونی چاہیئے صوبے کیلئے لیکن اگر ہم اس طرح کریں گے تو شاید میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک پراجیکٹ کے لوگوں کو دوسرے پراجیکٹ کی کافی مشکلات ہونگی۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میڈم انیسہ زیب۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: شکریہ، جناب سپیکر۔بنیادی طور پہ اگر آپ دیکھیں تو یہ اسٹیبلشمنٹ کے وزیر سے سوال ہے، Mr. Shaukat Yousafzai is not the Minister for Establishment, I think he is only, probably, only deputed to answer this Question or he is not clear، ایک طرف وہ زبانی کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا اور ساتھ کہتے ہیں ایشورنس بھی دے رہے ہیں جواب میں، اب بنیادی طور پر Minister should always come prepared for the answer, clear minded. اگر وہ منسٹر اسٹیبلشمنٹ کے Behalf پہ دے رہے ہیں جو کہ شاید آنربیل سی ایم صاحب ہیں تو ان کو بتانا چاہیئے۔ میں عظمیٰ خان کا بھی، اس پوائنٹ پہ وہ اپنے علیحدہ بل میں، اسی سے Related بل ہے جس پر وہ اپنا پوائنٹ بتاتی ہیں کہ اسی سے Related آرہا ہے۔ایک طرف وہ کہہ رہے ہیں کہ خیبر پختونخوا گورنمنٹ اس پر Consider کر رہی ہے کہ پنجاب، بلوچستان اور سندھ کی طرح ہم اس پر غور کریں گے تاکہ جوائے ڈی پی سکیمز ہیں، جب وہ نان اے ڈی پی بنتی ہیں تو اس میں وہی سارے ایمپلائز آنے چاہیئں نہ کہ فریش ریکروٹمنٹ ہو، It`s very simple, he has just simply to understand the whole thing and then answer accurately.

جناب سپیکر: اچھا میڈم، ابھی جو محترمہ کا کوسچن ہے، اس سے Related آپ اس کا جواب دیں۔ کوسچن 732۔ کوسچن 732۔

محترمہ عظمیٰ خان: سر، 731 پہ ایشورنس نہیں دی آپ نے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر، اس پہ کیا ایشورنس دی جا سکتی ہے، آپ مجھے بتائیں؟ میں کہہ رہا ہوں کہ صوبائی حکومت اس پہ غور کر رہی ہے، اس میں اور زیادہ کیا آپ کو ایشورنس ملے گی؟

جناب سپیکر: کوسچن 732۔

* 732 _ محترمہ عظمیٰ خان: کیا وزیر صحت از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ خیبر پختونخوا میں کوئی برن سنٹر موجود نہیں ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت نے اس ضمن میں کیا عملی اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر صحت): (الف) جی ہاں۔

(ب) صوبے میں جلے ہوئے افراد کے علاج کیلئے صوبائی حکومت نے دو سکیمیں شروع کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ شہید بے نظیر بھٹو برن اینڈ ٹراما سنٹر: یہ سنٹر حیات آباد میڈیکل کمپلیکس میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کی نگرانی میں زیر تعمیر ہے جو کہ 60 بستروں پر مشتمل ہے۔

2۔ برن اینڈ ٹراما سنٹر پشاور: اس سکیم کی منظوری سی ڈی ڈبلیو پی نے 14-03-2012 کو دی ہے جس کی لاگت 217.50 ملین روپے ہے۔ یہ سکیم دو سال میں 30-06-2014 کو مکمل ہو گی۔ یہ برن سنٹر بھی 60 بستروں پر مشتمل ہے۔ دونوں سنٹرز زیر تعمیر ہیں اور فی الوقت آپریشنل نہیں ہیں۔ 60 بستروں پر مشتمل برن اینڈ ٹراما سنٹر پر کام جاری ہے۔ اس کے علاوہ صوبے کے مختلف ہسپتالوں میں برن یونٹس موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	ہسپتال	استعداد یا بیڈز کی تعداد
1	خیبر ٹیچنگ ہسپتال پشاور	6
2	لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور	6
3	ایوب ٹیچنگ ہسپتال ایبٹ آباد	18
4	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لوئر دیر	16

محترمہ عظمیٰ خان: ٹھیک ہے، سپیکر صاحب۔ سر 732 میں برن سنٹر کے بارے میں لکھا ہے کہ دو Under process ہیں، Under construction ہیں اور یہ چار ہیں، یہ Different Hospitals میں Functioned ہیں۔ جناب سپیکر، اس کے علاوہ ایم ایم اے گورنمنٹ میں بھی نشتر آباد میں ایک برن سنٹر کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا اور یہاں موجود بہت سے اراکین نے اس میں شرکت کی تھی، عنایت اللہ منسٹر صاحب ان دنوں ہیلتھ منسٹر تھے، ان کو بھی زیادہ پتہ ہو گا، اگر Kindly وہ ہمیں بتا سکیں کہ اسے کیوں نہیں Utilize کیا گیا، نیا کیوں بنایا گیا، وہ بلڈنگ کس کام آ رہی ہے آجکل؟

جناب سپیکر: جناب شوکت یوسفزئی۔

وزیرصحت: جناب سپیکر، انہوں نے اچھا سوال اٹھایا، چونکہ یہ صوبہ اگر ہم دیکھیں تو دہشت گردی کا شکار ہے اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ برن سنٹر اسی دن سے شروع ہو جانا چاہیئے تھا جس دن ہم نے Accept کیا کہ یہ جنگ ہم لڑ رہے ہیں، بد قسمتی یہ ہے کہ اس صوبے میں جنگ تو ہوتی رہی اور لوگ بیچارے Suffer ہوتے رہے، لوگ بموں کے اندر جلتے رہے لیکن برن سنٹر یہاں نہیں بن سکا، تو یہ ان شاءاللہ تعالیٰ دو برن سنٹرز جو ہیں، وہ زیر تعمیر ہیں اور جون 2014 تک ان شاءاللہ یہ تعمیر ہونگے۔ اس میں سے ایک جو ہے یہ ورکر ویلفیئر بورڈ کی نگرانی میں شروع ہوا ہے لیکن اس کا مسئلہ یہ ہے کہ فیڈرل جو پی ایس ڈی پی ہے، اس کا فنڈ تھوڑا سا Delay ہوا ہے تو وہ ہم نے ریکویسٹ کی ہے ان کو، کیونکہ یہاں پہ جتنے بھی فیڈرل اس کے منصوبے ہیں جس میں LHW کا آپ کو پتہ ہے ایشو آیا، انہوں نے سیلری بند کی، تو یہ ساری چیزیں ہیں لیکن ان شاءاللہ تعالیٰ مجھے امید ہے، انہوں نے پازیٹیو۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر!

وزیرصحت: ایک بار میں جواب دے دوں، پھر آپ بولیں خیر ہے۔ تو ان شاءاللہ تعالیٰ یہ امید ہے کہ جون 2014 تک دو برن سنٹر تعمیر ہونگے۔ بی بی نے نشتر آباد کی جو بات کی ہے، چونکہ مشکل یہ ہے کہ جتنے بھی ہمارے ہاسپٹلز بنے ہیں یا وارڈز بنے ہیں، آپ حیران ہو جائیں گے کہ ایبٹ آباد میں ایک Peeds ward بنا ہے، ایک ایل آر ایچ میں ہماری کیجولٹی بنی ہے لیکن جناب سپیکر، ایسا لگتا ہے کہ وہ صرف بلڈنگز بنی ہیں، اس کے اندر نہ Cooling کا کوئی سسٹم ہے، نہ Heating کا کوئی سسٹم ہے، نہ اس میں جو Requirements ہوتی ہیں، وہ ساری چیزیں اسمیں نہیں ہیں، تو اب اس کا دوبارہ پی سی ون ہم بنا رہے ہیں تو ان شاءاللہ یہ جو آپ نے برن سنٹر کی بات ہے، اس میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی کہ یہ برن سنٹر ہے، تو اس لئے ہم نے اس کو ہیپاٹائٹس سی جو بہت بڑا ایشو ہے اور اس کیلئے سارے انتظامات بھی ہو گئے ہیں، اس کیلئے فنڈ بھی ہو گیا ہے، اس کیلئے جو فرنیچر، جو چیزیں Required ہیں، وہ بھی ان شاءاللہ تعالیٰ لوگوں نے حل کر دیں، وہ بھی ہو جائیں گی اور یہ جو دو برن سنٹرز ہیں، ان شاءاللہ یہ اس صوبے کو تو ملیں گے اور اس کے علاوہ بنوں اور ملاکنڈ میں بھی ان شاءاللہ اور چترال میں برن سنٹرز جو ہیں، وہ بن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میڈم عظمیٰ۔

محترمہ عظمیٰ خان: سپیکر صاحب! یہ ایک برن سنٹر جو ورکرز ویلفیئر بورڈ کے فنڈ سے تعمیر ہونے جارہا ہے، وہ تو شاید ہی تعمیر ہو کیونکہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کی تو خود اپنی فنڈ نگ بند ہے، دو مہینے سے کسی بھی ورکرز ویلفیئر بورڈ یا لیبر کے کسی بھی نمائندے، بندے کو، کسی بھی ایمپلائی کو کوئی تنخواہ وغیرہ نہیں دی جارہی اور یقیناً یہ صورتحال باقی صوبوں میں بھی جاری ہے، اگر ایسی سیچویشن رہی تو پھر گورنمنٹ کیا کرے گی، یہ برن سنٹر تو بن نہیں جائے گا؟

جناب سپیکر: شوکت صاحب۔

وزیر صحت: ہماری Responsibility ہے گورنمنٹ کی کہ ہم برن سنٹرز بنائیں اور ایک نہیں میرے خیال میں ہر ڈویژن میں بننا چاہیئے، تو ہم اس چیز کا انتظار نہیں کریں گے کہ ہمیں وفاق فنڈ نہیں دے رہا، اس کیلئے انتظامات ہم کر رہے ہیں ان شاءاللہ، ہم نے آپ کو Date دی ہے کہ جون 2014 میں ان شاءاللہ تعالیٰ اس صوبے کو دو برن سنٹرز ملیں گے، تو چاہے وہ ہم اپنے پیسوں سے کریں یا ان سے کرائیں، یہ ہماری Commitment ہے ان شاءاللہ تعالیٰ۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: اچھا، آپ مطمئن ہیں؟

محترمہ عظمیٰ خان: جی مطمئن ہوں۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر۔

Mr. Speaker: Okay. Question No. 733, Uzma Khan.

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر!

محترمہ عظمیٰ خان: سپیکر صاحب! ٹائم دے دیں ان کو۔

جناب سپیکر: اچھا، اس کو مائیک دے دیں۔

محترمہ عظمیٰ خان: ہمارے سینیئر پارلیمنٹیرین ہیں، ان کو ٹائم دے دیدیں۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت اورکزئی صاحبہ۔

محترمہ نگہت اورکزئی: آپ بات کرلیں، پھر میں۔

محترمہ عظمیٰ خان: نہیں نہیں، پلیز آپ۔

جناب سپیکر: دیکھو آپ بھی تھوڑا۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر، ضمنی سوال، دیکھیں اسی میں ایک ایسا نکتہ موجود ہے کہ جو ہمارے آنریبل منسٹر صاحب ہیں، ہیلتھ منسٹر صاحب ہیں، انہوں نے یہاں پر جو برن سنٹرز کی بات کی ہے اور اس میں ایک لفظ استعمال ہوا ہے جو عظمیٰ بی بی نے یہ لکھا ہے، اس میں وہ یہ کہتی ہیں کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کی نگرانی میں زیر تعمیر ہے۔ جناب سپیکر صاحب! ہم نے اپنی بات یہاں پر اس لئے کرنا ہوتی ہے کہ کل جو ہنگامہ ہوا ہے تو آج، وہ جو کمیٹی بنی ہے تو اس کے بارے میں سراج الحق صاحب کو اور ہیلتھ منسٹر صاحب کو یہ بتانا چاہیئے تھا کہ جو چار پانچ سو لوگ ورکرز ویلفیئر بورڈ سے نکالے گئے ہیں اور یہ تنخواہیں ان کی رکی ہوئی ہیں، ان کے بچے پڑھ رہے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ وفاق سے فنڈ جو ہے، وہ بند ہے تو اس کیلئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟ تو ہم تو یہ اقدامات کا پوچھنا چاہتے ہیں تو جہاں پر بھی لفظ آتا ہے اس پر ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم ضمنی سوال کریں، تو اس کے بارے میں اگر منسٹر صاحب بات کریں۔

جناب سپیکر: اچھا۔ کوسچن نمبر 733۔

محترمہ عظمیٰ خان: سر، پہلے ان کا Answer دے دیں۔

جناب سپیکر: 733، کوسچن نمبر 733۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر، اس کا جواب دیا ہی نہیں اور۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس نے اپنا واپس لے لیا، اس نے کہا کہ میں مطمئن ہوں۔ اس نے کہہ دیا ہے، میں نے پوچھ لیا ہے۔ اب 733، (قطع کلامیاں) میڈم بولیں آپ، آپ بولیں۔

(شور)

جناب سپیکر: آخر میں موقع دیں گے، یہ Questions and Answers ختم ہو جائیں، آپ اس پر Attention کرلیں، اس پر بات کرلیں گے۔ میڈم! آپ بولیں، اس کے بعد آپ کو دیں گے، یہ ختم ہو جائیں، Questions / Answers ختم ہو جائیں، اس کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔

محترمہ عظمیٰ خان: سپیکر صاحب! سر، Kindly یہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کا بہت Important Issue ہے، میرے کوسچن کے بعد سہی لیکن آپ ان کو ٹائم ضرور دیں سپیکر صاحب، مسائل ہیں ڈسکس ہونگے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھو ہم نے قانون کے تحت اس کو چلانا ہے، ابھی آپ نے جو کوسچن کیا ہے، اس کے متعلق آپ بات کریں۔

* 733 _ محترمہ عظمیٰ خان: کیا وزیر صحت از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اپر دیر میں ڈاکٹرز کیلئے ہاسٹل موجود ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ ہاسٹل میں ڈاکٹروں کے علاوہ اور لوگ بھی رہائش پذیر ہیں؛ نیز ہاسٹل میں کتنے کمرے ہیں اور کس کس کو الاٹ کئے گئے ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر صحت): (الف) جی ہاں۔

(ب) مذکورہ ہاسٹل میں کمروں کی تعداد 32 ہے جن میں اور لوگ بھی رہائش پذیر ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔ 5 کمرے سول جج عدالت دیر بالا
2۔ 2 کمرے ای ڈی او فنانس، دیر اپر
3۔ 2 کمرے اینٹی کرپشن۔
4۔ 2 کمرے سی اینڈ ڈبلیو
5۔ 1 کمرہ ای پی آئی کوآرڈینیٹر
6۔ 1 کمرہ ڈاکٹر رفیع اللہ
7۔ 1 کمرہ پاسپورٹ آفس
8۔ 1 کمرہ ڈرگ انسپکٹر
9۔ 1 کمرہ واپڈا سپرنٹنڈنٹ
10۔ 1 کمرہ ڈاکٹر ہمایون نمائندہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن۔

11۔ 1 کمرہ ڈاکٹر محمد طاہر

محترمہ عظمیٰ خان: سپیکر صاحب! Next میں تو آپ کو خود ہی اندازہ ہوگا کہ یہ کوئسچن کمیٹی کے سپرد ہونا چاہیئے، آپ خود ہی دیکھ لیں۔ میں نے پوچھا ہے کہ اپر دیر ڈی ایچ کیو کے ساتھ ڈاکٹرز کا ہاسٹل موجود ہے؟ انہوں نے کہا کہ 32 کمرے ہیں اور کمرے کس کو الاٹ ہیں جناب سپیکر؟ پانچ سول جج عدالت دیر بالا کو، دو کمرے ای ڈی او فنانس کو، دو کمرے اینٹی کرپشن کو، دو کمرے سی اینڈ ڈبلیو کو، ایک کمرہ ای پی آئی کو آرڈینٹر کو، ایک کمرہ ڈاکٹر رفیع اللہ کو، ایک کمرہ پاسپورٹ آفس ہے جناب سپیکر، ایک کمرہ ڈرگ انسپکٹر کو، ایک کمرہ واپڈا سپرنٹنڈنٹ کو اور ایک کمرہ جو ڈبلیو ایچ او کا نمائندہ ہے، ڈاکٹر ہمایون اور ایک کمرہ ڈاکٹر محمد طاہر کو۔ اس میں تین بندے ایسے ہیں جو Illegible ہیں وہاں رہنے کیلئے۔ جناب سپیکر! آنکھوں دیکھا حال سناؤں گی کہ وہاں خود پولیس آئی اور ایک دیوار کھڑی تھی، وہ گرا کر نئی دیوار Construct کی اور دو تین کمرے جج کیلئے سائڈ پر کر دیئے اور باقاعدہ اس میں دیوار بنی، تقریباً آدھا ہاسٹل اپنی سائڈ پر کر دیا۔ سپیکر صاحب! اس کوئسچن کو ضرور کمیٹی کو ریفر کریں، اتنا Clear answer آنے کے بعد بھی جناب سپیکر، ہم آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: شوکت یوسفزئی صاحب۔ شوکت یوسفزئی صاحب! جواب دے دیں اس کا۔

وزیر صحت: جناب سپیکر، یہ بالکل۔۔۔۔۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی جی، مفتی صاحب۔

مفتی سید جانان: (آواز سنائی نہیں دے رہی) د دې نه به ځان نه خلاصو، د ممبرانو دا د آسرې ځائې دے، دلته به جی راځی۔ زه جی ډیر افسوس سره دا خبره کوم 32 کمرې دی، په 32 کمرو کښې 18 کمرې غیر متعلقه کسانو سره دی، زه دا خبره ځکه کوم چې دې پسې وروستو زما سوالونه راروان دی۔ جناب سپیکر صاحب! دلته کښې چې مونږ کومه خبره وکړو، تاسو مونږ ته وایئ چې په دیکښې مرکز Involve دے، دا زمونږ وس کښې نه ده، دا سټینډنګ کمیټۍ هم ستاسو وس کښې نه دی؟ اووه میاشتې د دې حکومت وشولې جناب سپیکر صاحب، دا د دې صوبې سره ناانصافی ده، جج د سټوډنټانو کمرو کښې څه کوی، فنانس ای

ډی او هلته کبنې څه کوی؟ جناب سپیکر صاحب! زمونږ به تاسو ته دا دست بسته گزارش وی، د سټینډنگ کمیټو اعلان وکړه، که په مونږ د اپوزیشن ملگرو باندې، په مونږ دې نه چلیږی خپل کسان برابر کړئ خو که دا حکومت چلوئ او اصلاحات کوئ، دا صوبه چلوئ (تالیاں) برائې خدا د دغه شی زر اعلان وکړئ چې د ملگرو د زړه نه دا وسواس وځی۔ جناب سپیکر صاحب! مونږ به چاته خبره کوؤ؟ سټینډنگ کمیټی ته لاړ شی، کومه ده یو سټینډنگ کمیټی تر اوسه پورې؟ اعلان وکړئ زما به دا گزارش وی۔

جناب سپیکر: شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ جس طرف عظمیٰ خان نے اشارہ کیا ہے، یہ سابقہ دور میں یہ ہوا ہے، الاٹ کئے گئے ہیں لوگوں کو لیکن ہم نے (قطع کلامیاں) بتا رہا ہوں نا، آپ سنو تو سہی۔ سابقہ دور میں یہ الاٹ ہوئے تھے، ہم نے ان کو نوٹسز ایشو کر دیئے، سوائے ایک جج صاحب کے، شاید ان کو ہم زبردستی نہ نکال سکے لیکن باقی جو ہیں، ان شاءاللہ ان کو By force ان سے ہم خالی کرا رہے ہیں۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: میڈم!

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی شاہ حسین صاحب۔

جناب شاہ حسین خان: زما د منسټر صاحب نه دا ضمنی سوال دے جی، دوئ وائی چې په دیکبنې مونږ نوټسې ایشو کړی دی، د هغې نوټسو کاپیانې تاسو سره دلته کبنې شته، تاسو راوړی دی ځان سره؟

وزیر صحت: یہ تو ہم آپ کو Provide کر دینگے، آپ نے ابھی کوئسچن اٹھایا ضمنی، آپ دے دیں کوئسچن، جمع کرا دیں اسمبلی میں اور ہم آپ کو مہیا کر دیں گے۔

جناب سپیکر: میں ایک بات کرتا ہوں، نہیں اگر اسمبلی کے فلور پر یہ کہتے ہیں کہ میں خود اس کو چیک کر لونگا کیونکہ اسمبلی کے فلور پر جو بات ہو، وہ پریکٹیکل بات ہو اور غیر ذمہ دار بات نہیں ہونی چاہیئے۔

جناب شاہ حسین خان: یہ ہمیں نوٹس کی کاپی مہیا کردیں کہ بھائی ہاں ہم نے یہ نوٹسز بھیجے ہیں، سول جج تو خیر مستثنیٰ کر دیا انہوں نے لیکن یہ نوٹسز دکھا دیتے تو ہماری تسلی ہو جاتی اور موؤر کی بھی تسلی ہو جاتی۔ مہربانی۔

وزیر صحت: یہاں پر جو فلور پر بات ہوتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ایک ذمہ دار منسٹر کی حیثیت سے آپ کو بتا رہا ہوں، اگر آپ کو کسچن میں مانگ لیتے کوئی کہ جی ہمیں وہ نوٹسز بھی دکھا دیں، ہم نوٹسز بھی آپ کو دیتے، یہ تو میں نے ایکسٹرا بات آپ کو بتائی کہ اقدامات کیا کئے ہیں؟ تو ہم نے اقدامات کر لئے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ، جن لوگوں نے ماضی میں غلطی کی ہے اس کو سدھار رہے ہیں، ہم ٹھیک کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھو ہمارے پاس بہت بڑا ایجنڈا ہے تو آپ Kindly تھوڑا، بی بی! آپ اس سے مطمئن ہیں؟

محترمہ عظمیٰ خان: سر، I am not satisfied، سر، مسئلہ تو ہمیں سول جج سے ہی ہے، سول جج تو بذات خود آکر نہیں بیٹھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تازہ تازہ راغلے دے۔

محترمہ عظمیٰ خان: اس کا سٹاف بیٹھا ہوتا ہے جناب سپیکر، پتہ نہیں ان کے کچھ لوگ آتے رہتے ہیں، سارا ماحول تو انہی لوگوں نے خراب کیا ہے، اوپر سے دیواریں بھی جج نے ہی بنائی ہیں۔ ای ڈی او فنانس، باقی نے کچھ نہیں کیا، وہ بیٹھے رہیں گے تو میرے خیال میں ماحول تو چینج نہیں ہوگا، وہی رہے گا۔

جناب سپیکر: جناب شوکت صاحب۔

جناب شاہ حسین خان: ھغه نو تہسې به کله؟

جناب سپیکر: اگر آپ کا پھر بھی کوئی کوسچن ہے تو؟

وزیر صحت: اس کوسچن میں اگر یہ بتایا جاتا کہ کون کون رہتے ہیں اور کب سے رہتے ہیں؟ تو ہم آپ کو وہ بھی بتا دیتے کہ کب سے رہ رہا ہے؟ ہم نے تو آپ کو بتا دیا کہ ایک غلط طریقے سے رہ رہے ہیں، ہم یہ ایڈمٹ کرتے ہیں، ہم نے نوٹسز ایشو کر دیئے ہیں، اگر نہیں نکلتے تو By force نکالیں گے، ہم تو آپ کو یقین دہانی کرا رہے ہیں، غلطی کس نے کی ہے اور اس کو۔۔۔۔۔

جناب جعفر شاہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آپ تھوڑی یہ مہربانی کریں، ہمارے پاس بہت زیادہ کوئسچنز ہیں، بہت کافی، تو کوشش کریں گے کہ تمام ایجنڈا مکمل ہو، اس کے بعد۔ آپ مطمئن ہیں ابھی؟ اگر نہیں مطمئن تو میں ریکویسٹ کرتا ہوں 'کنسرنڈ' منسٹر شوکت صاحب سے کہ ان کے ساتھ میٹنگ کرکے اور اس کو جو ایشورنس چاہتی ہیں، دے دیں۔

محترمہ عظمیٰ خان: سر، اگر مجھے نوٹسز کی کاپی دے دیں اور جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مفتی سید جانان صاحب، 734۔۔۔۔۔

جناب جعفر شاہ: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جناب جعفر شاہ صاحب! ستاسو خپل بلها کوئسچنز پراته دی۔

جناب جعفر شاہ: جناب والا! منسٹر صاحب Time and again دا وائی چې دا په تیر حکومت کښې شوی وو نو زه خو حیران دا یم چې اته میاشتې وشوې نو دا حکومت به څه کوی؟ په تیر حکومت کښې شوی وو نو دوئ خو د جوړ کړی کنه، دوئ د اوس نوټس ورکړی، هغه د خالی کړی او دا نوټسې د سبا مونږ ته راوړی چې مونږه ئے په هاؤس کښې، ستاسو آفس ته د راوړی چې مونږ ئے ملاحظه کړو۔ مهربانی۔

جناب سپیکر: ٹهیک شوه۔ مفتی سید جانان صاحب، 734۔

* 734 _ مفتی سید جانان: کیا وزیر کھیل و ثقافت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دور حکومت میں مردان میں ایک بین الاقوامی معیار کے مطابق سوئمنگ پول تعمیر کیا گیا تھا جس پر قومی خزانے سے کثیر رقم خرچ ہوئی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) مذکورہ سوئمنگ پول پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے، اس کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا تھا، اس کی اتنی جلدی خراب ہونے کی وجوہات کیا ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؛

(ii) حکومت نے مذکورہ سوئمنگ پول بنانے والے ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، تفصیلات فراہم کی جائیں؟

جناب محمود خان (وزیر کھیل و ثقافت): (الف) درست ہے، مردان سپورٹس کمپلیکس میں بذریعہ محکمہ مواصلات و تعمیرات سوئمنگ پول تعمیر ہوا۔

(ب) (i) مذکورہ سوئمنگ پول پر -/35733749 روپے خرچ ہوئے ہیں۔ سوئمنگ پول کا ٹھیکہ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے میسرز زین العابدین اینڈ سنز کو دیا تھا جو کہ تاحال محکمہ مواصلات و تعمیرات کے پاس ہے۔

(ii) چونکہ مذکورہ سوئمنگ پول تاحال محکمہ مواصلات و تعمیرات کے پاس ہے اور نظامت کھیل نے ابھی تک اس کو اپنی تحویل میں نہیں لیا، البتہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی طرف سے مورخہ 27-08-2013 کو نظامت کھیل PC-IV موصول ہوا جس پر نظامت کھیل کی ٹیکنکل کمیٹی جس میں انجینئرز اور بین الاقوامی شہرت یافتہ تیراک بھی شامل تھے، نے فوری طور پر مورخہ 28-08-2013 کو سوئمنگ پول کے تعمیراتی کام کا جائزہ لینے کیلئے مردان کا دورہ کیا اور مذکورہ کمیٹی نے بھی تعمیرات میں کافی نقائص کی نشاندہی کی جس کی تفصیلات محکمہ تعمیرات مردان کو بھجوادی گئی ہیں جن کو دور کرنے کے بعد نظامت کھیل باقاعدہ طور پر اپنی تحویل میں لے کر کھلاڑیوں کے استعمال کیلئے کھول دے گا۔

مفتی سید جانان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ دا جی په دې باره کښې زما ضمنی سوال دا دے، ما لیکلی دی اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ سوئمنگ پول پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟ دا جی 35 کروړ 73 لاکھ 47 هزار څه د پاسه روپئ خرچ دی،-----

ایک رکن: تین کروڑ۔

مفتی سید جانان: تین کروړ۔ ما جی لیکلی دی، حکومت نے مذکورہ سوئمنگ پول بنانے والے ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟ جواب کښې جی دا لیکی 28-8-2013 کو سوئمنگ پول کے تعمیراتی کام کا جائزہ لینے کیلئے مردان کا دورہ کیا اور مذکورہ کمپنی نے بھی تعمیرات میں کافی نقائص کی نشاندہی کی جس کی تفصیل محکمہ تعمیرات مردان کو بھجوادی گئی ہے جن کو دور کرنے کے بعد نظامت کھیل باقاعدہ طور پر اپنی تحویل میں لے کر کھلاڑیوں کے استعمال کیلئے کھول دیا جائے گا۔ زه جی دا وایم، دا ډیرې لوئې روپئ په دغه شی باندې لګیدلې دی خو د هغې باوجود

دا کہ تاسو جی خیال کړے وی، دا یو وخت کښې میډیا والا کسان ورغلی وو، په هغې کښې لوئې لوئې سوراخونه دی او د هغې دوباره مطلب دا دے بیاRepair ونشی نو هغه به قابل استعمال نه وی۔ زما به دا گزارش وی چې دا سوال د کمیټۍ ته لاړ شی او چې کومو کسانو مطلب دا دے دیکښې چې دا غبن کړے دے او کومو کسانو غفلت کړے دے، د هغوی خلاف د کارروائی وکړلې شی۔ زما به منسټر ته دا استدعا وی۔

Mr. Speaker: Ji, concerned Minister, Shakeel Sahib.

جناب شکیل احمد (معاون خصوصی بہبود آبادی): جناب سپیکر، مفتی صاحب چې د کوم سوئمنگ پول کوئسچن کړے دے، د هغې چې کوم Reply د ډیپارټمنټ د طرف نه راغلې ده، رشتیا خبره دا ده چې 'سب سټینډرډ' کار شوے دے، ډیپارټمنټ 27-08-2013 باندې پی سی فور چې دے، هغه ډیپارټمنټ ته راستولے دے او بیا د هغې نه پس د ډیپارټمنټ ټیکنیکل ټیم چې دے، چې هغې کښې انجینئرز دی او هغې کښې انټرنیشنل تیراک شامل وو، هغوی په 28-08-2013 باندې د مذکوره سوئمنگ پول معائنه وکړله او هغه کار Substandard وو، په 30-10-2013 باندې ایکسیئن سی این ډبلیو بیا یو رپورټ راواستولو چې هغه Deficiencies مونږ ختم کړی دی او چې بیا کله ټیکنیکل ټیم لاړو، هغه Deficiencies ختم شوی نه دی، 'سب سټینډرډ' کار شوے دے او نن هغې کښې سیکرټری لیول انکوائری Conduct کړله او مفتی صاحب! تاسو ته یقین دهانی درکوؤ چې ان شاءاللہ احتساب ایکټ په دې موجوده سیشن کښې به منظور شی او دا کیس به گورنمنټ احتساب کمیشن ته لیږی او په تیر وختونو کښې چې کوم کرپشن شوے وو، کومه بربادی شوې وه، دا د هغې یو زنده مثال دے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: مفتی صاحب! آپ۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب! کمیټۍ ته د لاړ شی، بس کمیټۍ کښې به وی جی، دا منسټر صاحب کومه خبره کوی، زما دوئ سره بالکل اتفاق دے، کمیټۍ ته د لاړ شی او بیا چې څه انکوائری کوی، په شریکه باندې به مونږ وکړو وربا ندې۔

جناب سپیکر: جی۔

معاون خصوصی بہبود آبادی: جناب سپیکر، په دیکښې چونکه نن سیکرټری لیول انکوائری Conduct شوه، د هغې رپورټ ته به انتظار وکړو او ان شاءالله چې څنګه د هغې رپورټ راشي، هغه به مونږ احتساب کمیشن ته لیږو۔

جناب سپیکر: مفتی صاحب۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ہں جی؟

مفتی سید جانان: زه جی بنه خبره کوم۔

جناب سپیکر: بنه جی۔

مفتی سید جانان: د منسټر صاحب دا کوشش دے چې دا چا کړی وی، ذمه دارو خلقو تعین د وشی، زما دا کوشش دے، زه وایم چې کمیټئ ته د لاړ شی، هلته کمیټئ کښې به پرې بحث وشی، ذمه دارو خلقو چې چا انکوائری کړې ده، خو رپورټ به مخکښې راشی۔

جناب سپیکر: شکیل صاحب۔

معاون خصوصی بہبود آبادی: جی۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شکیل خان۔

جناب شاہ حسین خان: مفتی صاحب وائی جی، جناب سپیکر صاحب! بنه خبره دا ده چې دا د اسمبلی کمیټئ ته حواله کړئ، که هغه رپورټ راشی او که دا د اسمبلئ رپورټ راشی، په هغې باندې به فیصله وشی، نیت د دې دواړو ټهیک دے جی۔

معاون خصوصی بہبود آبادی: بالکل جی، کمیټئ ته د لاړ شی جی، لاړ د شی۔ مهربانی۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that Question No.734, asked by the honorable Member, may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it may say ‘Aye’ and those against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Question is referred to the concerned Committee. Question No. 802, Mufti Said Janan Sahib.

* 802 _ مفتی سید جانان: کیا وزیر داخلہ از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) ہنگو جیل گزشتہ دور حکومت میں تعمیر ہوا ہے جس کی تعمیر میں غفلت برتی گئی جس کی وجہ سے اسکی چھت اور دیواروں میں نقصان صاف نظر آرہا ہے؛

(ب) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے اس غفلت کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو حکومت نے اس غفلت کے مرتکب افراد کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے، اگر نہیں کی ہے تو اسکی وجوہات کیا ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

ملک قاسم خان خٹک (مشیر جیلخانہ جات): (الف) یہ درست ہے کہ گزشتہ دور حکومت میں ڈسٹرکٹ جیل ہنگو کی تعمیر کے منصوبے میں غفلت برتی گئی ہے جس کی وجہ سے تعمیراتی کام میں نقائص پیدا ہوئے۔

(ب) محکمہ داخلہ نے مذکورہ تعمیر کا بروقت سختی سے نوٹس لیتے ہوئے ذمہ دار محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو وقتاً فوقتاً معاملے کی نوعیت سے آگاہ کیا۔ اس سلسلے میں مجوزہ خط و کتابت کی کاپیاں جھنڈا 'B' سے لیکر جھنڈا 'K' تک لف ہیں (ایوان میں پیش کی گئیں)۔ مزید برآں اس سلسلے میں محکمہ جیلخانہ جات کے افسران پر مبنی مذکورہ بلڈنگ کے معائنے کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، کمیٹی نے جیل کی زیر تعمیر بلڈنگ کا معائنہ مورخہ 20-01-2011 کو کیا۔ کمیٹی نے زیر تعمیر بلڈنگ میں کئی نقائص کی نشاندہی کی۔ (رپورٹ کی کاپی ایوان میں پیش کی گئی)۔ محکمہ داخلہ نے مذکورہ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں محکمہ پی اینڈ ڈی میں منعقدہ پی ڈی ڈبلیو پی، مورخہ 18 مئی 2011 کو ہنگو جیل میں تعمیر کیلئے (Revised PC-1) کی منظوری لی جس کے مطابق ٹوٹل فنڈز مبلغ 264.391(m) روپے کا 50 فیصد حصہ صوبائی حکومت جبکہ 50 فیصد حصہ فاٹا سیکرٹریٹ ادا کریگا، نقل جھنڈا 'L' پر لف ہے (ایوان میں پیش کی گئی)۔ اس ضمن میں چیف جسٹس پشاور ہائی کورٹ نے بھی صوبائی حکومت کو ہدایت کی ہے کہ ہنگو جیل کی تعمیر کیلئے نئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ہنگامی بنیادوں پر فنڈز مختص کرے۔

(ج) سوال (الف) کا جواب اثبات میں ہے جبکہ سوال (ب) کا جواب اوپر دیا جاچکا ہے۔ چونکہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو مذکورہ بلڈنگ کی تعمیر کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ اسلئے مذکورہ محکمہ غفلت کے مرتکب افراد کے

خلاف کارروائی کے بارے میں جواب بہتر طور پر دے سکتا ہے۔ مذکورہ سکیم کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ محکمہ داخلہ نے فاٹا سیکرٹریٹ کو مورخہ 19 جون 2013 کو مراسلہ لکھا ہے کہ وہ اپنے حصے کا 50 فیصد مکمل فنڈ جلد از جلد فراہم کرے تاکہ ہنگو جیل کی تعمیر کا کام مزید کسی تاخیر کے مکمل کیا جاسکے۔ باقی تفصیل ایوان کو فراہم کردی ہے۔

مفتی سید جانان: دا خو جی پخپله، دا سوال کښې چې ما کومې خبرې کړې دی جی دوئ پخپله باندې اقرار کړے دے چې دا ټولې کوتاهيانې شوې دی او دا موقعې موقعې باندې تقريباً يو شپږ اته خطونه دوئ محکمو ته ليږلی دی، نو زما به جی دا گزارش وی چې اوس يو محکمې ته يوه محکمه خط راولیږی، بيا وربانديې هغه عمل نه کوی نو زما به دا گزارش وی چې دا د کميټئ ته لاړ شی او چې څوک دغه اته يا نهه محکمو کښې چې چا دغې کښې غفلت کړے وی چې د هغوی تعين د وشی او دے جواب کښې دوئ پخپله وائی چې بالکل هم دا نقائص ورکښې دی او هم دغه شان کوتاهيانې شوې دی ورکښې۔

Mr. Speaker: Concerned Minister, Minister concerned.

جناب شاہ حسین خان: دا دے کنه۔

جناب مشتاق احمد غنی (معاون خصوصی برائے اعلیٰ تعلیم): شاہ فرمان! آپ نے جواب دینا ہے، آپ نے جواب دینا ہے، (قطع کلامیاں) یہ ہنگو جیل والا جو ہے (تالیاں) آپ کے ذمے ہے نا، کون دے گا؟ اچھا جیل منسٹر تو بیٹھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: خير دے منسټر صاحب سره به لږه گزاره کوؤ، بيمار هم دے کنه، اؤ لږه گزاره به کوؤ۔ (قطع کلامیاں) جيل، جيل ډيپارټمنټ۔

ملک قاسم خان خٹک (مشیر جیلخانہ جات): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ بالکل مفتی صاحب چې کومه خبره کړې ده، په ديکښې باقاعده انکوائری شوې ده او ان شاءالله العزيز چې مفتی صاحب په څه تسلی کيږی، هغه به مونږ کوؤ او باقاعده اوسه پورې Still چې کومه ده، په هغې باندې کارروائی لگيا ده او جج هم په ديکښې، هائی کورټ پشاور په ديکښې هدايات ورکړی دی چې هنگو کښې جيل چې کوم دے مخکښې اے ډی پی کښې وشی۔

(تالیاں اور قطع کلامیاں)

مفتی سید جانان: ملک صاحب بیمار دے ، بیمارئ کښې زیاتے نه کوؤ، زه د دغې وجې نه دا خپل دغه Withdraw کوم، واپس ئے اخلم۔

(قہقہے اور تالیاں)

جناب سپیکر: کوئسچن نمبر 803، مفتی سید جانان صاحب۔

سید مفتی جانان: د 803 خو جي جواب نه دے راغلے۔

جناب سپیکر: جناب شوکت صاحب! آپ دیکھ لیں۔ کوئسچن 803، اس میں آپ کا کوئی 'پراپر' جواب نہیں ہے۔

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر صحت): 803 کا جواب کیوں نہیں آیا، 803۔

جناب سپیکر: 803 آپ چیک کر لیں۔

وزیر صحت: نہیں نہیں، اسکا 'پراپر' جواب بھی ہے نا، سارا ایک ہی سوال ہے، یہ سارا جواب ہے پورا، اس میں میں آپ کو عرض کروں سر۔

(قطع کلامیاں)

مفتی سید جانان: میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔

وزیر صحت: میں دے رہا ہوں نا، (قطع کلامیاں) میرے ساتھ تو ہے۔

جناب سپیکر: ہاں ہے بالکل، اچھا اس میں تو ہے، آپ پہلے Explain کر لیں، اس کے بعد منسٹر صاحب آپ کا جواب دیں گے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بیٹھ جائیں، یہ مفتی صاحب بات کر لیں۔

مفتی سید جانان: دا کوم دے ؟

وزیر صحت: دا Written شته، زه به جواب ورکړم۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بیٹھ جائیں، یہ بات کر لیں پھر آپ۔

مفتی سید جانان: دغه دے جی، 803 دا جی راغلے دے خو دا بیگانئ ایجنډا چې کومه مونږ ته ملاؤ ده، په دیکښې نشته دے، دا ده بیگانئ ایجنډا جی۔

جناب سپیکر: اچھا اچھا۔ اچھا۔

* 803 _ مفتی سید جانان: کیاوزیر صحت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف)صوبے کے مختلف ضلعی اور تحصیل ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں میں مختلف قسم کی مشینری کافی عرصہ سے کلی یا جزوی طور پر ناکارہ اور غیر فعال ہو چکی ہے؛

(ب) اگر(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ہر ضلعی اور تحصیل ہسپتال میں غیر فعال اور ناکارہ مشینری کی تعداد، اقسام اور قیمت کی تفصیل الگ الگ ہسپتال وائز فراہم کی جائے؟

جناب شوکت علی یوسفزئی(وزیر صحت): (الف) جی ہاں۔

(ب) (1) ایک ایکسرے مشین جو کہ 1982 میں خریدی گئی تھی، غیر فعال ہے اور پرزہ جات کی عدم دستیابی کی وجہ سے ناقابل مرمت ہے، اسکی قیمت خرید 02لاکھ تھی۔

(2) ایک عدد الٹراساؤنڈ مشین جو کہ 1990 میں خریدی گئی تھی، غیر فعال اور ناقابل مرمت ہے، اسکی قیمت خرید ایک لاکھ 80ہزار روپے تھی۔

(3) 2عدد ای سی جی مشین جو کہ ناقابل استعمال ہیں اور ناقابل مرمت ہیں جو کہ 1985 میں خریدی گئیں تھیں، انکی قیمت خرید 20ہزار روپے تھی۔ باقی تفصیل ایوان کو فراہم کر دی گئی۔

مفتی سید جانان: دا جی که تاسو وګورئ، ډیرې د مزې خبرې جی ورکښې لیکلې دی۔ (قہقہے) ما جی سوال کړے دے، اگر(الف)و(ب) کے جواب اثبات میں ہوں تو ہر ضلع میں اور تحصیل ہسپتال میں غیر فعال اور ناکارہ مشینری کی تعداد، اقسام اور قیمت کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے؟ دا جی دیکښې یوه مانسهره ده، نوشهره، شانګله، هری پور، ایبټ آباد، کوهاټ، شپږ ډسترکټس دی ورکښې او په دې شپږو ډسترکټو کښې جی نوشهره وګورئ تاسو، ایکسرے میشن کارآمد دوا و غیر کارآمد چار، ای ټی ټی کارآمد صفر او غیر کارآمد ایک، ایکو کارډیوګرافی کارآمد صفر او غیر کارآمد ایک، دا بل جی وګورئ، شانګله غیر فعال مشینری، ډائیلائسز مشین

ایک غیر فعال، کارڈ ک مانیټر چھ غیر فعال، الټرا ساؤنډ مشین ایک غیر فعال، انستھیزیا مشین ایک غیر فعال، بل سټبلائزر بړا سائز تین غیر فعال (قہقہے) او بیا لاندې جی (تالیاں) اول خو دیکښې ټولې ډسټرکټې نشته دی او دا سوال جی ما ځکه کړے دے، کوهاټ غټ هسپتال دے جی، زه یو ځلې لاړم هلته ما یو مشین ولیدو، هغه ډاکټر صاحب نه ما تپوس وکړو چې ډاکټر صاحب! د دې مشین به څه قیمت وی؟ ماته ئے اووئیل چې مفتی صاحب! د دې لوئې قیمت دے خو زه ډیر تعجب سره دا وایم چې دا ټول هسپتالونو کښې غیر فعال میشنونه ډیر دی او فعال ورکښې نشته دے نو منسټر صاحب نه به زما دا ګزارش وی چې دا صرف د شپږ اضلاع رپورټ دے، دې ټولو اضلاع رپورټ راتلو پورې د دا سوال پینډنګ وساتلے شی چې د ټولو اضلاع رپورټ راشی هغې نه بعد جی په دې باندې بحث وکړلے شی۔ زما به منسټر صاحب ته دا ګزارش وی۔

جناب سپیکر: شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر صحت: سپیکر صاحب! میں ایک عرض کروں۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات کرلیں، آپ کو پھر موقع دوں گا۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! جو لوگ آپریشن کیلئے آئیں گے تو انکا آپریشن کیسے ہوگا بغیر انستھیزیا، باقی چلیں جو اور مشینیں ہیں لیکن یہ انستھیزیا مشین پہ تو، اس کو تو جلد از جلد فراہم کیا جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جناب شوکت صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر صاحب! میرا اس کے متعلق ایک ضمنی ہے۔

جناب سپیکر: اسکے بعد آپ بات کرلیں۔ تھوڑا وضاحت کرلیں۔ ہاں شوکت صاحب، شوکت صاحب بات کرلیں۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی جی، اس سے Related ہے آپ کی؟ چلو بس اس میں کچھ چھوڑا نہیں ہے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: ایک کوئسچن ہے، ضمنی کوئسچن ہے جی، کوئی تقریر تو نہیں کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی جی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: ضمنی کوئسچن ہے۔

جناب سپیکر: ہاں جی، جی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ اسی سے میرا Concerned ایک ضمنی کوئسچن ہے کہ حویلیاں کیٹگری ڈی ہسپتال جو کافی عرصے سے بنا ہوا ہے اور اسکی Equipment اس سال کی اے ڈی پی میں بھی منظوری ہوئی تھی، پچھلے ایک دو دفعہ منسٹر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ بہت جلد Equipments ہم ادھر بھیجیں گے تو ان سے ضمنی کوئسچن میرا یہ ہے کہ کب تک آپ Equipments حویلیاں میں بھیج رہے ہیں تاکہ لوگوں کو معمولی جو بیماری کے علاج کیلئے ایبٹ آباد جانا پڑتا ہے تو Kindly جتنا جلدی ہو سکے، ذرا اسکی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: جناب شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر صحت: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! یہ پورے صوبے میں ایسا لگتا ہے کہ شاید آج جو ہماری حکومت بنی ہے، شاید یہ سارے جتنے بھی ہاسپٹلز ہیں، یہ شاید ابھی زیرو سے ہم سٹارٹ لے رہے ہیں۔ یہ جو انہوں نے بات کی ہے اور وہاں سے تالیاں بھی بجائی گئیں اور ڈسک بھی بجائے گئے، میں یہ جناب سپیکر صاحب، یہ جتنی بھی آپ نے ڈیٹیل مانگی ہے، ہم آپ کو ایک ایک چیز کی ڈیٹیل دیں گے ان شاءاللہ اور آپ خود حیران ہو جائیں گے کہ شانگلہ میں انہوں نے بات کی کہ جی ڈائیلاسز مشین تو ڈائیلاسز مشین کس نے خرید کے دی اور پھر اس کیلئے ٹیکنیشن اور ڈاکٹر کیوں نہیں دیا؟ آج اگر وہ مشینری خراب ہو رہی ہے تو جناب سپیکر، اسمیں کس کا قصور ہے؟ لیکن ہم ان شاءاللہ تعالیٰ آپ کو پوری ڈیٹیل، آپ یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ اس وقت آپ کو پتہ ہے صوبے میں (تالیاں) ڈاکٹروں کی، پورے صوبے میں ڈاکٹروں کی Shortage تھی لیکن ڈیپارٹمنٹ کے پاس یہ ریکارڈ نہیں تھا کہ ہمارے پاس ڈاکٹرز کتنے کام کر رہے ہیں تو یہ ڈیپارٹمنٹ کا حال کس نے بنایا ایسا؟ یہ ہمیں کسی کا پتہ نہیں تھا کہ کس ہاسپٹل میں، کہ کتنی مشینری پڑی ہے۔ ہم پہلی دفعہ اسکو Regularized کر رہے ہیں Streamline کر رہے ہیں، ابھی ہمیں پتہ چل رہا

ہے کہ کس کس ہاسپٹل میں، آپ حیران ہو جائیں گے کہ جن، یہ ساری مشینری جن کو تالے لگے ہوئے تھے، جن کو زنگ لگنے لگا تھا، اب ان شاءاللہ تعالیٰ ہم پورے صوبے میں ٹیکنیشنز بھرتی کر رہے ہیں۔ آخری اس ہفتے کے اندر اندر ان شاءاللہ پورے صوبے میں ٹیکنیشنز کی بھرتی مکمل ہو جائے گی، جہاں جہاں مشینریاں پڑی ہیں ان شاءاللہ یہ چالو ہو جائیں گی لیکن آپ جو وہاں پر ڈسک بجا کر جو دوسروں پر انگلیاں اٹھا رہے ہیں۔ جو بھی میں کہہ رہا ہوں لیکن آپ کو بالکل یہ حق ہے، یہ ہمارا کام ہے، ان کو ہم سدھاریں گے لیکن جن لوگوں نے یہ مشینریاں کمیشن کی خاطر خرید کر انکو تالے لگائے ہوئے تھے (تالیاں) میرے خیال سے انکا بھی احتساب کرنا چاہیئے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: مفتی جانان صاحب۔ مفتی جانان صاحب۔

(شور اور قطع کلامی)

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: مفتی جانان صاحب۔

مفتی سید جانان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ یو منټ، سوال نه دے، سوال نه دے---

(شور اور قطع کلامیاں)

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب! زه دا ګزارش کوم چې شاه فرمان خان د مونږ ته دا خبرې نه کوی----

محترمہ نگہت اورکزئی: شوکت صاحب۔

مفتی سید جانان: 'سوری' شوکت خان د مونږ ته دا خبرې نه کوی سپیکر صاحب! دا اخبارونه دی، دا وګوره، دا اخبارونه، هغه اخبارونه دی چې ہم دو دن میں ایسا ایسا کر لیں گے، دا هغه اخبارونه دی چې ہم ساٹھ دن میں پورے صوبے کا نظام بدلیں گے، (تالیاں) دا هغه اخبارونه دی چې ابھی صوبے میں پولیس تھانیدار اور پٹواری کا کلچر ختم ہو گیا ہے، (تالیاں) دا هغه اخبارونه دی۔ شوکت یوسفزئی صاحب! هغې ورځ تا دا سوچ ولې نه کولو چې تا دا بیانونه ورکول؟ تا ته خلقو مینډیټ درکړے دے، ته دغه خلقو

منتخب کړے ئې، دغې صوبې ته راوستې ئې که 65 کاله په دغه ملک کښې چا خیانت کړے وی، نن ته د انصاف په نوم باندې راغلے ئے، ته خیانت مه کوه، ته به ما ته دا خبرې کوې چې دا مخکښې خلقو نه ما ته پاتې دی؟ ما باندې اعتماد نه دے کړے، په دغه خلقو ئے نه دے کړے، په تا باندې اعتماد کړے دے؟

(تالیاں) دا د تبنتیدو لار ده، د تبنتیدو لار به ان شاءالله هیچا ته نه ملاویږی۔

(تالیاں) د صوبې عوامو سره دهوکه مه کوه، صحیح جواب (تالیاں) پکار دے، ته صحیح جواب، د هر سوال صحیح جواب راکړئ۔ منسټر صاحب په دې خبرو باندې نه خلاصیږی لکه دا ته کومې خبرې کوې۔ (تالیاں) دا سوال چې مکمل شوے نه وی هغې پورې به زما دا گزارش وی سپیکر صاحب! دا پینډنگ وساته۔

جناب سپیکر: جناب 'کنسرنڈ' منسٹر صاحب! یہ کہتے ہیں کہ اسکی تفصیلی جواب بھی چاہیے،اس وقت تک آپ اس کوسچن کو پینڈنگ کر لیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتاہوں کہ اگر یہ سلیکٹ کمیٹی کو دیناچاہیں،سٹینڈنگ کمیٹی کو دیناچاہیں جس کے ذریعے، یہ سب کااحتساب ہوناچاہیئے اس لئے کہ کمیشن ہم نے نہیں لیاہے، جن لوگوں نے کمیشن کی خاطر یہ مشینری خرید کراس کو زنگ لگادیاہے،انکااحتساب ہوناچاہیئے، (تالیاں) ہم اس کیلئے تیار ہیں۔ (تالیاں) مفتی صاحب! میری عرض سنیں آپ،آپ نے Thirty days / ninety days کی بات کی جناب سپیکر! ہم جب آئے اس صوبے میں تو یہاں تو Track ہی نہیں تھا، لوگ تو Track اٹھاکے لے گئے تھے،ہمارے لئے خالی ڈبے چھوڑے تھے،ڈبے ہم کس چیز پر بھگاتے، آج ہم Track بنارہے ہیں،ان شاءاللہ Track بن چکاہے، (تالیاں) اور میں آپ کو بتارہاہوں (تالیاں) کہ بہت جلدی ان شاءاللہ جو Facilities آج پشاور میں ہیں، جو ایبٹ آباد میں ہیں، یہ Facilities ان شاءاللہ تعالیٰ کوہاٹ، بنوں اور بٹگرام تک بھی ہم دینگے، (تالیاں) یہ ہم اس طرح دیں گے۔ یہ جو مشینری، ہمیں آپ کہہ رہے ہیں، ہم اس کیلئے تیار ہیں، آپ احتساب کرناچاہتے ہیں، ہم اس کیلئے تیار ہیں، آپ کمیٹی بناناچاہتے ہیں، ہم اس کیلئے تیار ہیں،(تالیاں) آپ جو Suggest کریں، ہم اس کیلئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا، کوسچنز آور میں ابھی پانچ منٹ رہتے ہیں، ابھی ہمیں وہ کرناپڑے گااور یہ۔۔۔۔۔

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر!

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی جی، اختر حسین صاحب، شاہ حسین صاحب، شاہ حسین صاحب بات کریں۔

جناب شاہ حسین خان: مہربانی جی۔

جناب سپیکر: شاہ حسین صاحب۔

جناب شاہ حسین خان: سپیکر صاحب! خبره دا ده جی، ٹهیک ٹهاک ګاډے روان وی، دا زمونږ اسمبلی ډیره ښکلې چلیږی خو دا شوکت یوسفزئی ورته بس بې ګناه څه ګیرونه بدلول شروع کړی، (قہقہے) دا څنګه چې شکیل خان جوابونه ورکړل، که په دې انداز کښې شوکت یوسفزئی صاحب جواب ورکوی یا څنګه چې ملک قاسم په خندا خبرې وکړلې، که داسې سټارټ چرته ده خپل کړو نو بیا به دا بدمزګی نه پیدا کیږی۔ مسئله دا ده چې ده باندې جذبات غالب دی، دلته کښې به مونږ سوال کوؤ، مونږ به تاړی هم وهو، مونږ به ډکسونه هم وهو، د دې ټولو منسټرانو مونږ قدر کوؤ، عزت کوؤ د حکومت د هر ممبر، د اپوزیشن خو خامخا کوؤ خو مسئله دا ده چې ده له د خبرو چل نه ورځی، د ده د خبرو سټائل خراب دے، دے ټهیک ټهاک راوان ګاډے دے او هلته ګیرونه بدلوی، (تالیاں) دا شے دې خبرې وران کړے دے جی، نور سوال دے، دلته کښې کمیټئ ته حواله شو که حواله نه شو، هغه خپله ذمه واری پوره کړله خو د خبرې یو انداز وی (مداخلت) او چې کښینی، ښه ښائسته طریقې سره خبرې وکړی، سړے مطمئن شی، کښینی، هغه به هلته نه جذباتی شی او خبرې به شروع کړی۔ ډیره مهربانی۔

جناب سپیکر: جناب سراج الحق صاحب۔ مائیک آن کر دیں۔

جناب سراج الحق {سینیئر وزیر (خزانہ)}: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ نماز کا وقت ہو رہا ہے، بعض مسائل ایسے ہیں کہ جو ہم سب سے انکا تعلق ہے، ان میں سے ایک مسئلہ ہیلتھ کا ہے، یعنی میں خود ایک حلقے سے تعلق رکھتا ہوں، آپ کا بھی ایک حلقہ ہے، انکا بھی ایک حلقہ ہے، باقی ہر چیز پر اختلاف اپنی جگہ پر لیکن

ہیلتھ کا جو پرابلم درپیش ہے، وہ مجھے بھی ہے، وہ ان تمام ممبران کو ہے۔ ایک تو جناب سپیکر صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ ہم خود حکومت میں رہے ہیں، بلڈنگز بنائی ہیں اور ان کا افتتاح کیا ہے لیکن پھر اس میں ڈاکٹر، پھر اس میں Equipment پھر اس میں باقی سہولیات، یہ ایک مسلسل ایک تسلسل ہے اور اس کا سامنا ہمیں بھی ہے اس لئے اس گورنمنٹ نے تو فیصلہ کیا ہے کہ جناب! جو بھی کام آپ کرینگے، اس پر اپنا نام درج نہ کریں، یہ کسی کے باپ کا پیسہ نہیں ہے، یہ عوام کا پیسہ ہے (تالیاں) اور میرے خیال میں یہ سب سے Positive step ہے جو اس حکومت نے لیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے، مفتی جانان صاحب نے بات کی، میرے شانگلہ کے شہزادہ نے بھی بات کی بٹگرام کے، میں ان سے بھی کہنا چاہتا ہوں اور شوکت یوسفزئی، میں نے واحد دیکھا ہے ایک منسٹر کو جو صبح اٹھتا ہے اور صبح پہنچتا ہے، کبھی مینگورہ میں چھاپہ، کبھی ہری پور پہنچتا ہے، کبھی مردان میں اور بہت سارے اقدامات کئے لیکن اس کے باوجود بھی سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جو ڈاکٹرز ہیں، انکی Availability، انکی جو عادت خراب ہو گئی ہے اور اس میں حکومت بھی کام کرے گی، میں اپوزیشن کے تمام ممبران سے بھی درخواست کرونگا کہ اس کام میں آپ اپنے حلقے کے ہیلتھ منسٹر کے طور پر کام کریں اس لئے کہ مل کر ہم نے عوام کو سہولت پہنچانا ہے، (تالیاں) اس میں نہ نمبروں کی بات ہے، نہ سیاست کی بات ہے، نہ سکورنگ کی بات ہے، اس پہ میں خود دیکسو ہوں کہ آپ کے تعاون کے بغیر ہم اس مقصد تک نہیں پہنچ سکتے۔ دوسری بات جناب سپیکر صاحب، انکو بھی ایک مینڈیٹ دیا گیا ہے کہ جو آدمی ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتا ہے، بیشک اسکے خلاف کارروائی کریں، ہمارے حزب اقتدار کے تمام صوبائی اسمبلی کے ممبران نے انکو مینڈیٹ دیا کہ ہم کسی وقت انکی سفارش نہیں کرینگے اور آج میں اپوزیشن کے ممبران سے بھی درخواست کرونگا کہ جو آدمی ڈیوٹی پر نہیں جاتا ہے، بر وقت اسکی سفارش ہم کوئی نہیں کرینگے ان شاءاللہ تعالیٰ اور اسکا واحد مقصد یہ ہے کہ ہم عوام کو سہولت پہنچادیں۔ محترم سپیکر صاحب! نماز مغرب کا وقت ہو گیا، اس پر، جو محترم۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> میرا خیال ہے کو نسچنز آور کا ٹائم ہمارا ختم ہو گیا ہے، سی ایم صاحب بات کریں۔ آن کریں۔

<u>جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ):</u> جناب سپیکر صاحب! آج میرے خیال میں، کل میں تو نہیں تھا لیکن اپوزیشن بڑے جوش و خروش سے اور مجھے خوشی ہے کہ یہ تازہ ہو کر آئے اور کام کرنا چاہتے ہیں اور ہم بھی

کام کرنا چاہتے ہیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ وہاں سے، ہمارے محکموں میں کوئی غلطی ہو، ہمارے محکموں میں کوئی کمی ہو، ہم آپکی مدد چاہتے ہیں اور آپکو یقین دلاتے ہیں کہ جہاں بھی کوئی غلطی ہے، جہاں بھی کوئی ایسا مسئلہ ہو، ہم ہر وقت تیار ہیں کہ ہم آپکو سپورٹ کریں (تالیاں) کیونکہ ہمیں یہی مینڈیٹ ملا ہے کہ اس سسٹم کو ٹھیک کرنا ہے، نظام کو ٹھیک کرنا ہے، اگر میں شروع ہو جاؤں تو میرے خیال میں مجھے تو رونا آتا ہے، میں خود حکومتوں میں رہا ہوں، وزیر رہا ہوں لیکن جو حالات محکموں کے ہیں، صحت کو چھوڑیں سب کا برا حال ہے، سب کا برا حال ہے، کرپشن کا برا حال ہے، ہر چیز کا مسئلہ ہے، کوئی چیز ٹھیک ہی نہیں ہے۔ میں جب میٹنگز کرتا ہوں، محکموں سے میں کہتا ہوں کہ کاش کوئی ایسا محکمہ آجائے کہ میں کہوں کہ شاباش یہ محکمہ کام کا ہے اور اس نے کوئی کارکردگی دکھائی ہے لیکن مجھے بہت افسوس ہے، مفتی جانان صاحب نے کہا ہے کہ کیا تبدیلی آئی ہے؟ آپ جائیں پٹوار خانے میں تبدیلی ہے کہ نہیں؟ آپ سے کوئی رشوت لے گا، میں ذمہ دار ہوں کہ آپ سے رشوت کون کیسے لے سکتا ہے (تالیاں) آپ جائیں تھانوں میں کوئی ظلم نہیں کر سکتا، کوئی (مداخلت) بات تو سن لیں نا، اگر آپ نے اتنی باتیں کیں، میں سنتا رہا، نہیں سننا ہے تو مجھے کیا فرق پڑتا ہے، (قطع کلامیاں) دیکھیں میری بات سنیں، میری بات سنیں، بات یہ ہے کہ میں بھی تیس سال سے سیاست کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

(جناب بخت بیدار، رکن اسمبلی نے کوئی بات کی)

وزیر اعلیٰ: او ستا خو زړه وچاؤدو مړه خیر دے۔ (قہقہے اور تالیاں) ہاں یاد ہے، بات یہ ہے کہ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کیا میں اب سوال کرتا ہوں جو جو حکومتیں، کیا آج تک کبھی کسی نے پوچھا ہسپتال میں کیا ہو رہا ہے، کسی نے پوچھا صفائی کیوں نہیں ہو رہی؟ کیا آج تک کسی نے پوچھا، ہسپتالوں میں اس وقت دو ہزار ڈاکٹرز کم ہیں، کسی حکومت نے پوچھا کہ ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کیوں کم ہیں، کیا کسی حکومت نے پوچھا کہ ٹیکنیشنز کیوں کم ہیں؟ (مداخلت) کیا ہم کر رہے ہیں؟ میں اس میں اپنے آپ کو بھی شامل کر رہا ہوں لیکن میں ایری گیشن منسٹر تھا، میں ایری گیشن منسٹر تھا، میں اپنی منسٹری کا ذمہ دار ہوں، اگر میرے وقت میں کوئی میں نے غلط کام کیا ہوا ہو، مجھ سے پوچھ سکتے ہیں، مجھے نہ کوئی لالچ ہے، نہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے، میں خدمت کیلئے سیاست کرتا ہوں (تالیاں) اب ہسپتالوں میں

ٹیکنیشنز کے ٹیسٹ ہو گئے، تقریباً پورے ہو گئے ہیں، نرسز ایمپلائی ہو چکی ہیں، ڈاکٹرز، چھ سات سو ڈاکٹرز ہم ایمپلائی کر چکے ہیں، مسئلہ اب ڈاکٹرز میں یہ آ رہا ہے کہ گیارہ سو پوسٹیں اور بھی ہیں، وہ اس لئے نہیں ہو رہی ہیں کہ ڈاکٹرز کو ہم نے کہا ہے کہ اپنی اے سی آرز لے آؤ کہ ہم آپکی پروموشنز کر کے اس میں نیو اپوائنٹمنٹس کریں۔ کسی ڈاکٹر کے پاس اے سی آر ہی نہیں ہے، کسی نے کبھی پوچھا ہی نہیں کہ بھئی تمھاری اے سی آر نہیں ہے اور Promote ہوتے جا رہے ہو، تو اس میں بھی ہم Relaxation کیلئے تیار ہیں کہ بغیر اے سی آر کے بھی ہم انکو Promote کرنے کو تیار ہیں لیکن جب یہ پورے ہو جائیں گے ڈاکٹرز، میں چھاپے مارتا تھا، میں نے روک دیئے ہیں کیونکہ جہاں جاتا ہوں، وہاں ڈاکٹرز کی کمی ہے، ٹیکنیشنز کی کمی ہے، مشین خراب ہے، وہاں پر نرسز نہیں ہیں، سکولوں میں جاتا ہوں تو اب صفائی میں بہتری آ گئی ہے، ٹیکنیشنز پورے کر چکے ہیں، ہم نرسز پوری کر چکے، جو مشینری خراب ہے ہم نے تو نہیں خراب کی، جسکی ذمہ داری تھی، کم سے کم اس کو بھی تو یاد دلانا چاہیئے کہ آپ نے اپنے وقت میں کوئی مشین ٹھیک کی ہے، کبھی کسی نے لسٹ ہی نہیں بنائی، کسی کے پاس لسٹ ہی نہیں تھی، اب تو کم سے کم ہمارے پاس سارے صوبے کی لسٹیں آ گئیں کہ کہاں ایکسرے مشین خراب ہے، کہاں ڈائیلاسز مشین خراب ہے، کوئی اور چیز خراب ہے، تو وہ سب چیزیں ہم نے اکٹھی کر کے اس پہ کام شروع کر رہے ہیں، ایسا نہیں ہے کہ ہم نے، یہ بار بار میں اخباروں میں اپنے بھائیوں کا سنتا ہوں کہ تحریک انصاف کی حکومت ناکام ہو گئی، او ہو، بہت بہادر لوگ تھے آپ، آپکی تو بڑی اچھی حکومتیں تھیں، وہاں تو نہ کمیشن تھا، وہاں نہ رشوت تھی، (تالیاں) نہ وہاں کوئی کرپشن تھی (تالیاں) وہ تو بڑی اچھی حکومتیں تھیں، میں انکی صفت کرتا ہوں کہ شاباش آپکی بہترین حکومتیں تھیں، اس میں اور اس میں کسی چیز کی کمی نہیں تھی، ہم آئیں تو سب کچھ خراب ہو گیا، ایسا نہیں ہے، میں خود تیس سال یہ تماشا دیکھتا رہا ہوں، میں برداشت کرتا رہا ہوں، میں۔۔۔۔

<u>ایک رکن:</u> مائیک کھولیں جی۔

<u>جناب سپیکر:</u> مائیک کھولیں، مائیک کھولیں۔

<u>وزیر اعلیٰ:</u> تو میں یہ سارا تماشا دیکھتا رہا ہوں، مجھے پتہ ہے کہ کیا تھا، کیا مسئلہ ہے اور کیسے حل کرنا ہے؟ پہلے بھی میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہم اس کرسی میں اس دن تک بیٹھیں گے جب تک ہم انصاف دلا سکیں، اگر

ہم کام نہیں کر سکتے، ایسے ہی برائے نام تنقید کرنا، یہ بڑی افسوس کی بات ہے، اگر آپ ہم سے بہتر تھے تو آپ کو عوام Reject نہ کرتے۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر صحت): اپنے اپنے کان کھول لیں، کان، کانوں سے سنیں۔

وزیر اعلیٰ: ہمیں، ہمیں لوگوں، ہمیں لوگوں نے ووٹ نظام ٹھیک کرنے کیلئے دیا ہے۔۔۔۔۔

حزب اختلاف کے اراکین: آواز نہیں آرہی ہے۔

وزیر صحت: کان کھولو، کان۔

وزیر اعلیٰ: میری آواز کہاں یہ سنیں گے، ان کو خاک آواز آئے گی، بہت تکلیف میں ہیں بیچارے، یہ تو بہت تکلیف میں ہیں، ان کو کہاں نظر آئے گی میری بات (تالیاں) تو بات یہ ہے، بات یہ ہے کہ ہمیں لوگوں نے ووٹ نظام ٹھیک کرنے کیلئے دیا ہے، ہمیں لوگوں نے ووٹ اس لئے نہیں دیا کہ۔۔۔۔۔

(شور اور مداخلت)

وزیر اعلیٰ: کہ وہی ڈاکوؤں والا ہم وہی بنائیں کہ کل وہ ٹوٹی پڑی ہوں، ہم وہی سکول بنائیں جو سال کے بعد آثار قدیمہ نظر آئیں، ہمیں ووٹ اس لئے نہیں دیا، ہمیں ووٹ لوگوں نے اس لئے دیا کہ نظام کو بدلیں، انصاف لائیں، رشوت ختم کریں، کمیشن ختم کریں، چوروں اور ڈاکوؤں کا پیچھا کریں، ہمیں ووٹ اس لئے لوگوں نے دیا ہے۔ ہمیں لوگوں نے ووٹ اس لئے نہیں دیا کہ بس سرکاری فنڈ ہے، بے دریغ خرچ کرتے جاؤ اور کمیشن لوگ کھاتے جائیں، لوگ اس میں لوٹ مار کرتے رہیں، یہ لوٹ مار ہم نہیں ہونے دے رہے۔ اسی لئے ہماری سکیمیں سٹارٹ، ابھی کنسلٹنٹ Hire ہو چکے ہیں، اس مہینے ہمارے ٹینڈرز شروع ہو رہے ہیں اور پھر میں بتاؤنگا، چیلنج کرونگا، جو سڑک ہم نے بنائی ہے اور جو پچھلی حکومت نے بنائی کہ کون سی اچھی ہے؟ (تالیاں) مطلب یہ ہے کہ میں زیادہ اور نہیں کہنا چاہتا، میں کہتا ہوں گزارہ کریں آپ جوش میں ہیں، آپکو کسی نے۔۔۔۔۔

(مغرب کی اذان)

وزیر اعلیٰ: آخر میں میں صرف ایک بات کرتا ہوں کہ ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے، مہربانی کریں میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ کوئی ہم میں غلطی ہو، آپ ہماری غلطی ہمیں بتائیں، ہمارے پاس آئیں، ہم اس کو Solve کرینگے، ہمارے منسٹرز یا جو یہاں بیٹھے ہیں، اس میں کوئی بھی رشوت نہیں لے سکتا، ان میں کوئی بھی غلط کام نہیں کر سکتا، تو ہم تو آپ کے تعاون کے طلبگار ہیں، ہم تو چاہتے ہیں کہ مسئلے حل کریں، ہم اس لئے نہیں آئے ہیں کہ ہم مسئلے حل نہ کریں اور کسی کیلئے مصیبت بنائیں، مجھے خاص طور کوئی شوق نہیں ہے اس کرسی کا، مجھے صرف یہ شوق ہے کہ ایک مینڈیٹ ہمیں ملا ہے، لوگوں نے ہمیں منتخب کیا ہے، آپکو بھی منتخب کیا ہے، میں نہیں چاہتا ہوں کہ آپکے حلقوں میں، میں اپنے منسٹرز کو، سب کو کہتا ہوں کہ اپوزیشن کو بھی Accommodate کرو، انکو نوکریوں میں Accommodate کرو، فنڈز میں Accommodate کرو، میری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے لیکن لڑنے جھگڑنے سے کچھ نہیں، یہ اسمبلی ہماری اسمبلی ہے (تالیاں) یہ سب ہم اکٹھے ہیں اور کل ہم اپوزیشن میں ہونگے، آپ حکومت میں ہونگے تو ہم ایسا کوئی سلسلہ نہیں لانا چاہتے جس میں کل ہمیں پشیمانی ہو کہ ہم نے زیادتی کی، ان شاءاللہ ہماری طرف سے کوئی زیادتی نہیں ہو گی، انسان ہیں، غلطیاں ہوتی ہیں لیکن جان بوجھ کر نہیں کریں گے، اس میں کوئی ذاتی مفاد نہیں رکھیں گے، اس میں ہمارا کوئی کمیشن نہیں ہو گا، ہمارا کوئی اس میں ذاتی فائدہ نہیں ہو گا، جو کچھ ہو گا وہ اس صوبے کی بہتری کیلئے ہو گا۔ شکریہ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: Questions / Answers کا وقت ختم ہو گیا، نماز کیلئے وقفہ کرتے ہیں، باقی بعد میں۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: کچھ Leave Applications آئی ہوئی ہیں، آواز آرہی میری؟

اراکین: نہیں آرہی۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: کچھ Leave application آئی ہوئی ہیں، وہ ہیں: جناب عسکر پرویز صاحب، ایم پی اے 07-01-2014، میری آواز پہنچنے لگی آپکو؟ محترمہ آمنہ سردار صاحبہ، ایم پی اے 07-01-2014، جناب محمد رشاد صاحب، ایم پی اے 07-01-2014، جناب سکندر حیات شیر پاؤ صاحب، ایم پی اے 07-01-2014، جناب ضیاء الرحمان صاحب 07-01-2014، جناب صالح محمد صاحب 07-01-2014۔ منظور ہے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہمارا ساؤنڈ سسٹم تھوڑا خراب ہے تو اس میں ہم کوشش کریں گے، ٹھیک ہو گیا؟

تحاریک التواء

جناب سپیکر: اچھا۔ 'ایڈجرنمنٹ موشنز' : سردار حسین بابک صاحب، میرے خیال میں وہ نہیں ہیں، دوسرا عبدالستار خان، ایم پی اے۔ جناب عبدالستار صاحب۔___ یا اس کو پینڈنگ کرلیں، کل اس کو لیتے ہیں۔

جناب عبدالستار خان: یہ Important وہ ہے-----

جناب سپیکر: اچھا۔

جناب عبدالستار خان: سر، تھینک یو۔ جناب سپیکر، یہ تحریک التواء میں نے لائی تھی، حالات ایسے پیدا ہوئے تھے، ہمارے صوبے اور گلگت بلتستان کے صوبے کی انتظامیہ اور عوام کے درمیان کوئی مسئلہ پیدا ہوا تھا، میں پہلے اس کو پڑھ کے سناتا ہوں پھر،

بھاشا ڈیم جو کہ اس صوبے کا اہم اور بڑا پراجیکٹ ہے، گلگت بلتستان کی حکومت نے ضلع کوہستان کا آٹھ کلو میٹر کا علاقہ متنازعہ بنایا جس سے مستقبل میں صوبہ خیبر پختونخوا کے اہم مفادات متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ کوہستان کی حدود میں 'دیامیر' پولیس نے بصری چوکی قائم کی ہے جس سے حالیہ دنوں میں کوہستان کے عوام اور گلگت بلتستان کے عوام کے درمیان فساد اور تصادم ہونے کا خدشہ ہے۔ ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی اجازت دی جائے۔

چونکہ آج ہمارے اس صوبے کے وزیر اعلیٰ صاحب بھی اسمبلی میں ہیں جناب سپیکر! کابینہ کے لوگ بھی ہیں، ہاؤس کے باقی ممبران اسمبلی اور ہماری انتظامیہ کے سارے لوگ بھی ہیں، جناب سپیکر! میں نے اس بھاشا ڈیم والے مسئلے پر گزشتہ اسمبلی میں جب بات کی تو اس وقت میرے علم کے مطابق ہمارے صوبے میں انتظامی لحاظ سے بھی، اسمبلی کے لحاظ سے بھی، عوامی لحاظ سے بھی اس بھاشا ڈیم کی اہمیت کا کسی کو علم نہیں تھا۔ بھاشا ڈیم جو کہ کوہستان کا آٹھ کلومیٹر ایریا، یہ صرف زمین کے ایک ٹکڑے کا تنازعہ نہیں ہے، یہ کوئی علاقائی تنازعہ نہیں ہے، یہ کوئی قومی تنازعہ نہیں ہے، یہ دو صوبوں کے درمیان اس ملک میں مستقبل کے سب سے بڑے مفاد کا ہمارے صوبے کا مسئلہ ہے۔ جب پہلی بار میں نے یہاں بات کی اور اس میں ایک ریزولیوشن سامنے لائی، اس ہاؤس کے سامنے تو لوگ سمجھ رہے تھے کہ شاید یہ ان کے علاقے کا کوئی تنازعہ ہے، اس وقت میں نے بات کی، آج میں پھر اس ایوان کے سامنے، جس میں اپوزیشن کے لوگ بھی بیٹھے ہیں، تمام عوام کے نمائندے بیٹھے ہیں، اس صوبے کی ساری نمائندگی ادھر ہے، پاکستان اور صوبے کے لحاظ سے یہ بات میری جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور منسٹر فنانس صاحب خصوصی طور پر نوٹ کر لیں کہ اس صوبے کا اس وقت بھاشا ڈیم سب سے بڑا مفاد ہے، کالا باغ کی بات کرتے ہیں، کافی زمانے سے ہماری پارلیمنٹ میں یا صوبائی اسمبلی میں بات ہو رہی ہے، چونکہ وہ ہمارے مفاد کے خلاف ہے لیکن عوامی طور پر اور اسمبلی کے لیول پر ہم نے آج تک اس بھاشا ڈیم کے آٹھ کلومیٹر کا ایریا۔۔۔۔

محترمہ معراج ہمایون خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میڈم! آپ تھوڑا بیٹھ جائیں، میڈم! آپ تھوڑا بیٹھ جائیں، چونکہ ایک سیریس ایشو ہے، میڈم! آپ تھوڑا بیٹھ جائیں، یہ چونکہ ایک سیریس ایشو ہے، چیف منسٹر صاحب اس کو سننا چاہیں گے تو۔۔۔۔

جناب عبدالستار خان: تو جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا، گزارش ہے میری کہ کوہستان میں جس حلقے سے میرا تعلق ہے، یہ آٹھ کلومیٹر ایریا بھاشا ڈیم اور ہمارے ضلع کی آخری باؤنڈری ہے، اس پر میں پانچ سال سے یہ بات کیوں کر رہا ہوں؟ گلگت بلتستان کے لوگ، چیلاس کے لوگ، ضلع دیامیر کے لوگ، ہم ایک نسل کے لوگ ہیں، ہماری زبان مشترک ہے، ہماری نسل مشترک ہے، میری قوم کے لوگ ہیں، ہماری یہ ٹوپی

مشترک ہے، ہماری ثقافت مشترک ہے، باوجود اس کے یہ بات میں کیوں کہہ رہا ہوں؟ میں آپ کے ساتھ ہوں، ڈی آئی خان سے لیکر کوہستان بھاشا تک یہ میرا صوبہ ہے، میرے صوبے کا مفاد ہے اس لئے میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اس کو سیریس لینا ہے، یہ کوئی حال کا مسئلہ، آج کی بات نہیں ہے، یہ فیوچر، مستقبل میں ہمارا سب سے بڑا مفاد، اسلئے میں نے گزارش کی اور اس اسمبلی نے ایک قرارداد 622 اڈاپٹ کی، دو قراردادیں میں نے پیش کی تھیں، Unanimously ہم نے پاس کیں، آج یہ جھگڑا کیوں ہے؟ یہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں، جھگڑا کیوں ہے؟ وجوہات کیا ہیں اس کی؟ آٹھ کلومیٹر ایریا جو 13 کلومیٹر ہے، وہاں پر اس ڈیم کا پاور پلانٹ بننا ہے، اس سے آگے سات آٹھ کلومیٹر تک کوہستان کی زمین اس صوبہ خیبر پختونخوا کی زمین ہے اور اس کے درمیان میں چوتھے کلومیٹر پر اس پراجیکٹ کا بند بننا ہے، تو جب پراجیکٹ کا بند وہاں بنے گا تو پاور پلانٹ تو نیچے بنے گا اس سے، تو پاکستان کا آئین اس صوبے کو اس کا حق دے گا جہاں پر پاور پلانٹ ہو گا۔ گلگت بلتستان کی پوری انتظامیہ نے، اس کی اسمبلی نے، اس کی جوڈیشری فریق بنی، گلگت بلتستان کی جوڈیشری نے از خود نوٹس لیا، نوٹس بھی خود لیا اور فیصلہ بھی خود لیا، ان کی نظر آٹھ کلومیٹر کی زمین کے ایک ٹکڑے پر نہیں ہے، ان کی نظر ہمارے اس آٹھ کلومیٹر کے ایریا میں بننے والے، میرے ضلع میں، میرے صوبے میں بننے والے پاور پلانٹ کی رائلٹی پر ہے، تو آج اگر ہم اس آٹھ کلومیٹر ایریا کو زمین کا ٹکڑا سمجھ کر دیں گے ان کو، تو کیا کل بھاشا ڈیم کی رائلٹی میں ہمارے صوبے کا حق بنے گا؟ یہ میرا سوال ہے۔ ہمارے روزمرہ کے مسائل پر ہم بات کرتے ہیں اسمبلی میں، بڑی اچھی بات ہے لیکن میں آج بہت دور تک جاؤنگا، میں کہتا ہوں کہ ایک سپیشل سیشن ہونا چاہیئے ہماری اسمبلی کا، ایک سپیشل سیشن میں ہم اور ہمارے بہت سے بڑے اپنے آپ کو تیار کریں، یاد رکھو، یاد رکھو کہ اس ڈیم سے یہ لوگ ہمیں آؤٹ کرنے والے ہیں، اس صوبے کی تین پوزیشنز ایسی ہیں، نادرن ریجن میں گلگت بلتستان کی انتظامیہ نے زمین کے ہر ایک ٹکڑے کو متنازعہ بنایا ہے، چترال میں شندور کا مقام، کوہستان میں بھاشا ڈیم سائٹ، مانسہرہ میں بابو سر ٹاپ سے نیچے گٹی داس کا مقام جس کی مستقبل میں اہمیت ہمارے صوبے کیلئے بہت ہی زیادہ ہے، میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں صوبے میں رہ رہا ہوں، میری غیرت ہے، میرے رشتہ دار ہیں وہ، زبان کی بات بھی کرتے، قوم کی بات بھی کرتے، نسل کی بناء پر کرتے تو میں ان کو کہتا کہ بس ٹھیک ہے کہ یہ آپ

کا ہے، آپ لے لیں۔ 1976 میں ضلع بنا کوہستان، اس سے پہلے ضلع ہزارہ، اس وقت اس کوہستان کی اہمیت ہم سب کے سامنے ہے، یاغستان، سن 76ء میں ضلع بنا، Boundaries defined ہو گئیں ہمارے درمیان، بسری بیریگاہ، سروے آف پاکستان میں کلیئر ہوا، سٹیٹ آف پاکستان کی طرف سے 1955 میں اس کا نوٹیفکیشن آ گیا کہ یہ حد ہے پاکستان اور ہندوستان کی، سن 76ء میں تنازعہ نہیں تھا، 2006 میں انہوں نے آ کر ہماری حدود میں چوکی قائم کی جس کو بصری چوکی کہتے ہیں لیکن اس چوکی کی بھی اتنی اہمیت نہیں ہے، اصل چیز جو آٹھ کلومیٹر ایریا میں سٹارٹ میں جو دو کلومیٹر ہے، اس کی ہے اور 2010 میں مجھ سے نہیں ہو سکا، جس وقت پریذیڈنٹ زرداری نے آ کر اس ڈیم کا افتتاح کرنا تھا تو اس اسمبلی نے میرا ساتھ نہیں دیا، صوبے کے عوام نے بھی ہمارا ساتھ نہیں دیا، اس انتظامیہ نے تو اس کیس کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ مجھے لوگوں نے کہا کہ آپ گلگت آؤ گے تو قتل ہو جاؤ گے، میں نے کہا کہ میں گلگت جاتا ہی نہیں، اگر جاؤں تو کوئی قتل بھی نہیں کر سکتا، الحمدللہ ایسی کوئی بات بھی نہیں ہے لیکن میں اس لئے یہ کہہ رہا ہوں کہ آج اس اسمبلی کے فلور پر اس چیز کیلئے کوہستان کے عوام نے قربانی دی لیکن صوبے کے عوام نے، صوبے کی اسمبلی نے، صوبے کی انتظامیہ نے، صوبائی حکومت نے آج تک ہمارا ساتھ نہیں دیا، میں گزارش کرونگا جناب سپیکر، جب 2010 میں میں نے تحریک شروع کی، چار دن چار راتیں مسلسل KKH پر رہا ہوں، ہربن بھاشا کے لوگوں نے ساتھ دیا، کوہستان کے لوگوں نے ساتھ دیا، ہماری خبر گیری کیلئے کوئی بھی نہیں آیا۔ ایک معاہدہ میں نے ان کے ساتھ Sign کیا ہے، چونکہ اس میں واپڈا فریق ہے، فیڈرل گورنمنٹ فریق ہے، میں مانتا ہوں، میں اس پارٹی سے ہوں جس کی فیڈرل گورنمنٹ میں حکومت ہے لیکن میں علی الاعلان کہنا چاہتا ہوں آپ کے سامنے، کوہستان کے عوام، کوہستان کے نمائندے، چاہے جس کی بھی حکومت ہے، اپنے صوبے کے مفاد میں، اپنے صوبے کے ایک اہم مفاد میں، اپنے ضلع کے مفاد میں ہم اس کے حق کیلئے جائیں گے آگے، بات بھی کریں گے، قربانی بھی دیں گے، تو جب وہ معاہدہ میرے ساتھ طے ہوا ہے، آج صورتحال یہ ہے کہ انتظامیہ کی طرف سے جناب سپیکر! یہاں پر ایک رپورٹ آپ کو ملی ہے، اس میں دو فیصلے ہو گئے ہیں، ہم سب نے فیصلہ کرنا ہے، کوئی بات نہیں ہے، ایک فیصلہ یہ کیا کہ بھاشا ڈیم کے آٹھ کلومیٹر ایریا کو متنازعہ مان کر ہم نے آرمی کو دے دیا تو پاور پلانٹ بننے والی جگہ پر تو پہلے سے ہمارا کنٹرول تھا آگے تک، اس پر ان کا کوئی

دعویٰ نہیں تھا، ایک نیوٹرل پوزیشن پر ہم گئے جو گلگت بلتستان کے لوگ چاہ رہے تھے، تو میں نے اس دن وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی کہا ہے کہ نیوٹرل پوزیشن سے یا باؤنڈری کمیشن میں جانے سے ہماری Existing position کہ جس پر جو ہمارا کنٹرول تھا، وہ بہتر تھا ہمارے لئے، جب ہم خود تسلیم کریں گے کہ آٹھ کلو میٹر ایریا متنازعہ ہے تو کل باؤنڈری کمیشن میں بھی ہمیں نقصان ہوگا۔ میں مانتا ہوں جناب سپیکر! کہ تھوڑی وقت کی کمی ہوگی لیکن میں آج کے سیشن کی بات نہیں کرتا ہوں، اس پر تین دن ہمارا سیشن ہو پھر بھی کم ہے۔ میرا صوبہ اس وقت ایک تربیلہ ڈیم پر چل رہا ہے، کل یہی بھاشا آپ کو چار ہزار 220 میگاواٹ کی بجلی رائلٹی اس صوبے کو دیگا، اس میں کوہستان کے لوگوں کو نہیں دینگے آپ لوگ، پہلے ڈی آئی خان والا میرا بھائی لے گا، پشاور والے لیں گے، ہزارہ والے لیں گے اسلئے میں گزارش کرتا ہوں، میں کم از کم اپنے طور پر، میرے لوگوں نے بھی کہا ہے کہ میں اس بھاشا ڈیم کے آٹھ کلو میٹر ایریا میں نیوٹرل پوزیشن پر جانے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ اب فیصلہ ہم نے کرنا ہے، اس اسمبلی نے کرنا ہے، ہم اس سے بے دخل ہونے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ تو میں گزارش کرونگا، اور بھی ہمارے جو سینیئر لوگ ہیں، اس پر بات کریں، ہم پورے ایک Page پر آئیں، انتظامیہ ذمہ دار ہے اس کیس کی، اگر خراب ہوا تو میں نے آٹھ سال محنت کی ہے، اکیلے میں نے محنت کی ہے، اگر اس بھاشا ڈیم کے حق سے ہم محروم ہو گئے تو پورے صوبے کی انتظامیہ ذمہ دار ہے اور پھر یہ اسمبلی ذمہ دار ہے، اس پر میں کہتا ہوں کہ تفصیل سے بحث بھی ہو، ہم ایک پروگرام بنائیں کہ ہم ایک Page پر آ کر اپنے اس کیس کو باؤنڈری کمیشن میں بھی لڑیں، مرکز میں بھی لڑیں، واپڈا والوں کے ساتھ بھی لڑیں، یہی میری گزارش ہے جناب سپیکر، میں نے ٹائم بھی لیا آپ کا، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے پوری بات کرنے کا وقت دیا۔ Thank you very much۔

<u>جناب سپیکر</u>: 'کنسرنڈ' منسٹر سے پہلے میں میڈم نگہت اورکزئی سے درخواست کرتا ہوں، وہ بھی اس حوالے سے بات کرنا چاہتی ہیں تو اس کے بعد سراج صاحب! اس کے بعد آپ بات کریں گے۔

<u>محترمہ نگہت اورکزئی</u>: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب! یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے تو میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب اور سراج الحق صاحب اور یہاں پر ہمارے ہیلتھ منسٹر شوکت یوسفزئی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے نالج میں اور پورے ایوان کے نالج میں لانا چاہتی ہوں کہ 1971

آرڈیننس ورکرز ویلفیئر بورڈ شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب لیکر آئے تھے جس کے تحت ملک بھر کے تمام صنعتی مزدوروں کیلئے جو مختلف سکیمیں تھیں جس میں جہیز گرانٹ تھی، جس میں میرج گرانٹ تھی، جس میں مفت تعلیم تھی، رہائش تھی لیکن جناب سپیکر صاحب! بد قسمتی سے پچھلے تین مہینے جو ہیں تو ان تین مہینوں سے مرکزی گورنمنٹ نے فنڈ بند کر دیا ہوا ہے جس سے یہ ہزاروں لوگ، مزدور جو ہیں تو یہ فاقہ کشی پر ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میڈم صاحبہ! یہ اس سے Related بات کریں۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر! آپ ہی نے مجھے موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے کہا کہ آپ، اس کے ساتھ Related بات کرتی ہیں۔ سراج صاحب۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر، اگر آپ مجھے بات کرنے دیں تاکہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شوکت یوسفزئی صاحب۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر، مجھے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ مائیک خراب ہے بس آپ گزارہ کر لیں، وہ آپ کو الگ ٹائم دیدیں گے نا، یہ ایشو اور ہے کیونکہ پھر اس Topic پر بات کرنی چاہیئے نا۔

جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر صحت): جناب سپیکر، یہ کل ہمارے صوبے کے کچھ نوجوان اور کافی تعداد میں جو ورکر ویلفیئر بورڈ میں کام کرتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شوکت صاحب! یہ آپ دیکھیں کہ وہ پہلے والا ایشو ہو جائے، بھاشا ڈیم والا، اسکے بعد آپ جواب دیدیں گے۔ یہ دے دیں، سراج صاحب! آپ بات کریں گے کہ کون؟ سراج صاحب۔ علی امین۔

جناب علی امین خان (وزیر مال واملاک): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ بھاشا ڈیم اور گلگت بلتستان حکومت کا دعویٰ 2001 سے چل رہا ہے اس معاملے کے اوپر اور حکومت خیبر پختونخوا اس علاقے کی افادیت سے بے خبر نہیں ہے اور ہر ایک فورم پر اس ایشو کے اوپر آواز اٹھا رہی ہے۔ بھاشا ڈیم کا

علاقہ خیبر پختونخوا کا حصہ ہے اور اس کے متعلق ہمارے پاس مکمل دستاویزات موجود ہیں۔ باؤنڈری لائن کا تنازعہ باؤنڈری کمیشن کے حوالے کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں باؤنڈری کمیشن کو مکمل طور پر یہاں سے ہم نے مراسلے ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ 1955 کے آرڈیننس کے مطابق بصری نالہ ہماری اور گلگت بلتستان کی باؤنڈری پر تھا، قراقرم ہائی وے کی تعمیر کے وقت بصری نالہ تک زمین خیبر پختونخوا حکومت کے پاس ہی رہی ہے اور ہم نے حاصل کی تھی جس کے تمام موضع جات بھی بھاشا ڈیم کے آس پاس کے لوگوں کو دیئے گئے ہیں، نیز گلگت والوں نے بصری نالہ کے اوپر ایک چیک پوسٹ بنا دی تھی جس کو اب خالی کرا کے رینجرز کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں اس ایوان کو اور ان شاءاللہ ہماری پوری کوشش ہے اور آپ یقین رکھیں اس بات کا کہ حکومت اپنے فرائض مکمل طور پر انجام دے رہی ہے اور کوئی کوتاہی نہیں برتے گی اور کوئی بھی حصہ گلگت بلتستان کو خیبر پختونخوا کا نہیں دیا جائے گا اور اس کے علاوہ اس کیلئے ہم کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے ان شاءاللہ۔ آپ مطمئن رہیں اس سے، یہ مسئلہ ان شاءاللہ ہمارے حق میں ہی فیصلہ ہو گا اور حل ہو گا۔

<u>جناب سپیکر</u>: سراج صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

<u>جناب سراج الحق {سینیئر وزیر (خزانہ)}</u>: جناب سپیکر صاحب! یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور یہ وقتی مسئلہ بھی نہیں ہے، ہم اس پر (قطع کلامی) میں جناب سپیکر صاحب! یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ کا یہ لاؤڈ سپیکر نظام کیوں خراب ہے؟

(قہقہے)

<u>جناب سپیکر</u>: یہ آپ نے جو بجائے ہیں نا، ڈیسک بجائے تو اس نے تھوڑی خرابی پیدا کی ہے اور اس کو ہم۔۔۔۔۔

<u>سینیئر وزیر (خزانہ)</u>: جناب سپیکر صاحب! میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: شاہ فرمان صاحب! یہ سیٹ چھوڑ دیں۔

<u>سینیئر وزیر (خزانہ)</u>: شاہ فرمان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، انہوں نے جگہ دی ورنہ وہ ایسے کم ہی دیتے ہیں۔ (قہقہے) اصل میں ایک بہت سیریس مسئلہ ہے جناب سپیکر صاحب اور میری خواہش ہے، میری تجویز

ہے کہ کوہستان کے جو ممبران صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی، ان کو بیٹھک آپ اپنی سربراہی میں بلالیں اور ان کی تجاویز کو سننا چاہیئے، ایک بات یہ۔ دوسری بات یہ ہے کہ بھاشا ڈیم جس پر سب کا اتفاق ہے، حیرانگی اس چیز پر ہے کہ مرکز اس ڈیم کے بارے میں تو دلچسپی لے رہی ہے جس پر اختلافات ہیں اور جس کے خلاف تین صوبائی اسمبلیوں نے قرار دادیں پاس کی ہیں لیکن جس کے بارے میں اب تک اتفاق ہے اس کے بارے میں انہوں نے کوئی اقدام نہیں کیا اور مسئلہ جوں کا توں ہے۔ جناب سپیکر صاحب، اس طرح ایک مسئلہ ہمیں غازی بروتھا کے حوالے سے بھی درپیش ہے کہ اس کا جو ہیڈ ہے، پنجاب میں بنایا گیا لیکن اس سے جو زمین اور لوگ متاثر ہو رہے ہیں، وہ خیبر پختونخوا کے ہیں اور اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ نقصان ہمیں ہو رہا ہے، فائدہ اس طرف جا رہا ہے۔ اگرچہ ہم صوبائی تعصب میں مبتلا نہیں ہیں، ہمیشہ ہم قربانی دے رہے ہیں لیکن ہم نہیں چاہتے ہیں کہ بھاشا ڈیم پر جو ہمارے ایشوز ہیں، ان کو یعنی حل کئے بغیر معاملے کو آگے بڑھایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر، گلگت بلتستان والے بھی ہمارے بھائی ہیں، ان کا بھی اپنا ایک ایشو موجود ہے لیکن جس طرح عبدالستار صاحب نے فرمایا، میں تو ان کی اس بات سے اتفاق خیر نہیں کرتا ہوں کہ کوہستان والوں نے قربانیاں دیں اور خیبر پختونخوا والوں نے ساتھ نہیں دیا، ہمیشہ کوہستان والوں نے آواز اٹھائی ہے تو آپ وہاں اس زمانے کے اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں، خیبر پختونخوا کی سیاسی جماعتوں نے اور اس اسمبلی کے تمام لوگوں نے ان کے حق میں بات کی تھی اور ہمیشہ ساتھ دیا ہے اس لئے کہ آپ کوئی علیحدہ دنیا تو نہیں ہیں، اس دنیا کا ایک حصہ ہیں لیکن بہر حال اس مسئلے کے جناب سپیکر صاحب! سینکڑوں چہرے ہیں اور بے شمار سوالات ہیں اس میں، جس کا احاطہ اس مجلس میں ممکن نہیں ہے لیکن میں تجویز دے رہا ہوں کہ قومی اسمبلی میں جو کوہستان سے منتخب ممبرز ہیں اور ان تینوں صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کو آپ بلالیں، ہم بھی بیٹھک اس میں شریک ہونگے تاکہ ان کے تمام جو مسائل ہیں، ان کو بھی ہم سن سکیں اور اس مسئلے کو مستقل بنیادوں پر حل کرنے کیلئے مرکزی حکومت کو ہم تجاویز دے سکیں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: ستار صاحب۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ میڈم! بات کر لیں گی پھر آگے کی طرف چلیں گے۔

جناب عبدالستار خان: سر، سراج صاحب نے جو بات کی ہے، میں اس پر مزید کچھ نہیں کہوں گا، اتنا مجھے علم ہے کہ اس صوبے نے اس مسئلے کو Own نہیں کیا ہے۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ جب یہ فیصلے کیلئے جا رہے تھے ان کے ساتھ تو میرے خیال میں یہ اپنے وکیل کو ساتھ لیکر نہیں گئے تھے، تو اس سے بڑی بات میں آگے نہیں کہہ سکتا ہوں۔ میں سمجھتا تھا کہ میں اس اسمبلی کا، اس صوبے کا پورے پانچ سال سے اس مسئلے میں وکیل رہا ہوں اور آگے بھی جاؤنگا، اس بات سے مجھے کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کوہستان کے ممبران کو بٹھاتے ہو، آپ کی منسٹرز کی کمیٹی ہوتی ہے، ہاؤس کی ایک کمیٹی ہوتی ہے، میں اس میں نہیں جاتا ہوں، میں اتفاق کرتا ہوں اس سے، لیکن جو فیصلہ آیا ہے جس کے تحت، اس فیصلے کے تحت آرمی لا کے بٹھائی گئی ہے، نیوٹرل پوزیشن پر ہم گئے ہیں، ہم نے اپنا آٹھ کلو میٹر ایریا خالی کیا ہے، آرمی کے کنٹرول میں دیدیا تو اس کے بعد کمیٹی بیٹھے یا کوئی اور، مطلب کوئی باڈی بیٹھے تو اس کا حل نہیں ہوگا۔ یہ ہم نے میرے اندازے کے مطابق بہت بڑا غلط فیصلہ کیا ہے، ہم نے اپنی پوزیشن کو واضح، کلیئر کرنا ہے کیونکہ بات سپریم کورٹ میں بھی ہے، اس لحاظ سے اس میں اگر بہتر سمجھتے ہو تو اس فیصلے پر تھوڑی نظر ثانی کریں کیونکہ ہمارا کیس کمزور ہوگا، ہم بے دخل ہو جائیں گے وہاں سے، باؤنڈری کمیشن میں۔ باقی یہ جو بات ریونیو منسٹر نے بتائی ہے، میں نے 2008 میں پورے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو، کمشنرز کو، ڈی سی اوز کو، وہ پورا ریکارڈ دے دیا ہے، اس حوالے سے یہ جو فیصلہ ہے کہ نیوٹرل پوزیشن پر ہم جائیں، ہمارا صوبہ، ہم اپنے پاس / Unclaimed area undisputed area پر آرمی لا کر بٹھائیں تو میرے خیال میں اس صوبے کے ساتھ، سب کے ساتھ غلط فیصلہ ہوگا، اس پر میں کہ آپ پرائم منسٹر کے ساتھ۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں اس میں ایک تجویز دیتا ہوں، میری تجویز یہ ہے کہ اس میں کوہستان کے جو ایم پی ایز ہیں اور جو سراج صاحب اور علی امین گنڈاپور، آپ لوگوں کی ایک کمیٹی بناتے ہیں اور اس پر تفصیلی مشاورت کر کے آپ تجاویز دیں تاکہ اس کے مطابق اقدامات کئے جائیں۔ منظور ہے جی؟

جناب عبدالستار خان: ٹھیک ہے جی۔

Mr. Speaker: Okay.

محترمہ نگہت اورکزئی: سپیکر صاحب! میں بات کر لوں؟

جناب سپیکر: ہاں، میڈم نگہت اورکزئی۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر، یہ سراج صاحب کو دوبارہ مخاطب کرتے ہوئے آپ کے توسط سے کہ یہ ورکر ویلفیئر بورڈ کا مسئلہ جو ہے تو تین مہینے سے تنخواہیں مرکز کی طرف سے بند ہیں اور مزدور فاقہ کشی میں مبتلا ہیں، ان کے بچوں کی فیسیں ادا نہیں ہو رہی ہیں اور چونکہ تمام صوبے اپنے ڈویلپمنٹل فنڈز سے وہ اپنی تنخواہیں دے رہے ہیں اپنے لوگوں کو لیکن یہ ایک صوبہ ایسا ہے کہ جس میں تنخواہیں ان لوگوں کو نہیں مل رہی ہیں اور دوسرا میں مختصراً یہ بات کرونگی کہ سر! بہت سے لوگوں کو یہاں پر بے روزگار کیا جارہا ہے اور پولیٹکل اس میں مداخلت ہو رہی ہے تو سر، آپ کے توسط سے میں سراج الحق صاحب سے اور شوکت یوسفزئی صاحب سے یہ بات ضرور کرنا چاہونگی کہ اس کیلئے باقاعدہ طور پر کیونکہ وہ لوگ روڈوں پر آئے تھے اور انہوں نے یہاں پر احتجاج بھی کیا، جن میں عورتیں بھی تھیں اور جن میں مرد بھی تھے، تو سر سینکڑوں کی تعداد میں یہ ورکر ویلفیئر بورڈ سے نکالے بھی گئے ہیں اور انکی تنخواہیں بھی بند ہیں۔ سر، مرکز سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ فنڈز ریلیز کرے تاکہ ان لوگوں کو ان کی سیلریز ملیں اور ان کے بچے جو ہیں اور وہ جو لوگ ہیں، جو فاقہ کشی پر مجبور ہیں تاکہ وہ لوگ اپنی حالت کو سدھار سکیں۔ تھینک یو جی۔

جناب سپیکر: جناب شوکت یوسفزئی۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ بالکل ایک سنگین ایشو ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ جو فنڈنگ کررہی ہے، اس صوبے میں مختلف پراجیکٹس کیلئے یا مختلف اس کیلئے، تو یہ بڑی افسوسناک بات ہے کہ تین چار مہینوں کی تنخواہیں بند کی ہوئی ہیں۔ ایل ایچ ڈبلیو کی تنخواہیں بھی بند تھیں، ابھی ورکر ویلفیئر بورڈ کی تنخواہیں بھی بند ہیں تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ وفاق بہت بڑی زیادتی کررہا ہے ہمارے ساتھ اور اس پر ہم شدید احتجاج بھی کرتے ہیں۔ جو لوگ کل احتجاج کر رہے تھے، ہم ان کا بھرپور ساتھ دے رہے ہیں، ان کے ساتھ ہماری پوری ہمدردی ہے اور یہ ان شاءاللہ تعالیٰ جو انہوں نے ایک دوسرا ایشو اٹھایا تھا کہ Terminate ہو رہے ہیں لوگ، اس کیلئے جناب سپیکر! کمیٹی ہم نے بنائی تھی اور نگہت صاحبہ کو پتہ بھی ہے کہ اس میں ضیاءاللہ آفریدی، شکیل خان اور میں Suggest کرونگا کہ نگہت اورکزئی بھی اس کمیٹی کی ممبر بنیں اور ساتھ جو لیبر ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری صاحب ہیں تو ان پر مشتمل ایک کمیٹی بن جائے، دیکھ لیں کہ کہاں اگر کوئی غلط Termination ہوئی ہے تو بالکل ہم اس کیلئے تیار ہیں کہ کوئی غلط Termination نہیں ہو گی اور باقی

جو وفاق کے ساتھ ایشو ہے، وہ ان شاءاللہ ہم یہاں بھی اٹھائیں گے، اگر آپ کہتے ہیں کہ جی وہاں دھرنا دے رہے ہیں آپ، جو آپ نے بتایا تھا کل، ہم آپ کے ساتھ ہونگے ان شاءاللہ۔

ہنگامی قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا وزراء کی تنخواہیں، مراعات و استحقاقات مجریہ 2013 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

Mr. Speaker: The honourable Minister for Information, on behalf of the honourable Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, to please lay on the table of the House, the Khyber Pakhtunkhwa Ministers` Salaries, Allowances & Privileges (Amendment) Ordinance, 2013.

(Pandemonium)

Mr. Shah Farman (Minister for Information): Janab Speaker, I on behalf of -----

(شور اور قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ فرمان صاحب! وہ ٹیبل کر دیں۔

وزیر اطلاعات: مجھے ٹیبل کرنے دیں، یہ پھر میں Comments کرونگا آپ سے۔

I, on behalf of honourable Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, intend to lay on the table of the House, the Khyber Pakhtunkhwa Ministers` Salaries-----

(اوئے اوئے کی آوازیں اور شور)

Minister for information: Allowances and Privileges (Amendment) Ordinance, 2013. اچھا جناب سپیکر! یہ

Mr. Speaker: Act of-----

وزیر اطلاعات: میں صرف ایک Comment کرنا چاہتا ہوں ڈیٹیل میں کہ یہ صرف-----

Mr. Speaker: It stands laid.

Minister for Information: Yes.

(Interruption)

Mr. Speaker: Item No. 9: The honourable Minister for Information, on behalf of the honourable Chief Minister. Item No. 9.

جناب سمیع اللہ: اس کو نہ کیا جائے، اس کو دوبارہ پیش کیا جائے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر صاحب! یہ بڑی زیادتی ہے-----

جناب سمیع اللہ: ایم پی ایز کو اس میں شامل کیا جائے۔۔۔۔۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: چیف منسٹر صاحب! ہم چاہیں گے کہ یہ آپ واپس کریں یہ بل، ہم اس صوبے کے غریب عوام کا ساتھ دیتے ہیں، اس کو واپس کرو۔

جناب سمیع اللہ: پی ٹی آئی کے دور میں اتنے مراعات یافتہ لوگ۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب جعفر شاہ: مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور آپ لوگ (قطع کلامیاں) یہ بہت زیادتی ہے جی۔

(شور اور قطع کلامیاں)

محترمہ معراج ہمایون خان: پرفارمنس پہلے، غلط بات ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اس میں امنڈمنٹ لائیں، بالکل آپ لوگ (شور) سی ایم صاحب، سی ایم صاحب۔

محترمہ معراج ہمایون خان: پرفارمنس رپورٹ۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب وزیر اعلیٰ: ایک منٹ بات تو سنیں۔

محترمہ معراج ہمایون خان: منسٹر بغیر تنخواہوں کے گزارہ کریں۔

جناب وزیر اعلیٰ: دیکھیں، آپ کو اچھی طرح پتہ ہے۔۔۔۔۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: Promise کیا تھا پی ٹی آئی نے کہ ہم بغیر تنخواہوں کے کام کریں گے۔

جناب وزیر اعلیٰ: سپیکر صاحب! خیر ہے ان کو بولنے دیں، یہ بہت تکلیف میں ہیں، یہ بولیں خیر ہے، خیر ہے۔ (تالیاں) بات یہ ہے کہ آپ پہلے سن لیں کہ یہ نہ تنخواہ ہے، نہ تنخواہیں بڑھ رہی ہیں، یہ جو ہاؤس رینٹ ہے چونکہ 40 ہزار میں کوئی گھر، ایک کنال نہیں دس مرلے بھی نہیں ملتا، صرف 40 سے 45 ہزار گھر کا کرایہ بڑھایا ہے اور اگر آپ چاہتے ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ تنخواہیں بڑھ جائیں، آپ لے آئیں، ہم سپورٹ کریں گے (تالیاں) تو پھر کیا پرابلم ہے آپ کو، جب آپ نہیں لے کر آتے تو۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: ہم نہیں چاہتے۔
نوابزادہ ولی محمد خان: ہاں تمام ہاؤس کی متفقہ رائے ہے کہ سب کی تنخواہ بڑھ جائے تو یہ بہتر ہے۔
جناب سپیکر: آئٹم نمبر9۔
سردار اورنگزیب نلوٹھا: وزیر اعلیٰ صاحب! ہم تو یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ یہ جو رینٹ ہے، یہ بھی واپس کریں گے۔
جناب سپیکر: آئٹم نمبر9۔
سردار اورنگزیب نلوٹھا: یہ صوبہ کدھر برداشت کر سکتا ہے سر، اس مہنگائی کے دکھ۔
جناب سپیکر: شاہ فرمان۔
محترمہ معراج ہمایون خان: یہی وہ چیلنج ہے میرا خیال ہے علیزئی صاحب!
جناب سمیع اللہ: ان کی تنخواہیں ان سب کی بڑھنی چاہئیں۔
سینئر وزیر (خزانہ): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔
جناب سپیکر: سراج صاحب۔

Senior Minister Finance: Mr. Speaker, I on behalf of honourable Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, intend to lay on the table of the House-----

مفتی سید جانان: جناب سپیکرصاحب! دا خبره مونږ نه منو بالکلاً، دا په شریکه کښینئ، دا به خیانت وکړی چې ثو پورې مونږ خبره نه وی کړې۔ جناب سپیکر صاحب! دا مونږ نه منو۔

Senior Minister (Finance): Promotion, Protection and Enforcement of Human Rights Ordinance, 2013.

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب! دا مونږ نه منو ګنی دا ټول مونږ په دغه خبره واک آؤټ کوؤ، یو منټ بالکلاً نه کښینو، که دا زمونږ په وینا باندې زیاتې شوې وی، بیا پکار ده چې زمونږ تنخواګانې بیا زمونږ په وینا باندې زیاتې شی۔ دا حکومت زیاتې کړې دی پخپله، پکار ده چې دا د دې ټولو ممبرانو خیال وساتلے شی۔ اول خو جناب سپیکر صاحب! صوبه کومو حالاتو نه تیریږی، پکار دا ده چې مونږ خپلې تنخواګانې نشو پریښودلې، مونږ د دې اضافې خبره نه کوؤ او که بیا

د اضافي خبره کوؤ نو بیا د انصاف تقاضا دا ده چې بیا د منسټرانو زیاتیږی، بیا د ایم پی اے گانو، بیا دې د دې ټولو ایم پی اے گانو زیاته شی جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان۔

وزیر اطلاعات و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: شکریہ جناب سپیکر۔ یہ جو سوچ ہے کہ تنخواہیں بڑھی ہیں، وہ چیف منسٹر صاحب نے کلیئر کی وہ بات، لیکن میں خود یہ Suggest کرنا چاہونگا کہ جو سندھ اسمبلی ہے، پنجاب اور بلوچستان، ان کے ایم پی ایز کی تنخواہیں اور پریویلجز دیکھ کے، ان کی سٹڈی کی جائے اور کم از کم ہمارے ایم پی ایز کی جو تنخواہیں ہیں اور جو پریویلجز ہیں، (ان کو) ان کے برابر لایا جائے۔

(تالیاں)

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: نہیں ضرورت، نہیں ضرورت، عوام کی تنخواہیں بڑھاؤ یہی ضرورت ہے، عوام کی بڑھاؤ۔

وزیر اطلاعات: میں ساتھ یہ بھی Suggest کرنا چاہتا ہوں کہ اسکی Analysis کیلئے ایک کمیٹی بنائی جائے جسمیں اپوزیشن اور گورنمنٹ کے ارکان، کہ یہ کسی کی طرف سے نہ ہو بلکہ ہاؤس کی طرف سے یہ Suggestion آجائے۔

Mr. Speaker: Agreed. Item No. 9. The honourable Minister for Finance, Siraj-ul-Haq Sahib.

(شور) کمیٹی، شاہ فرمان صاحب وہ آپ کے ساتھ ڈسکس کرے گا اور آپ متفقہ طور پر ایک کمیٹی اس کیلئے بنائیں۔

Senior Minister: I, on behalf of honourable Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, present the report of the Select Committee in the House, with regard to the Khyber Pakhtunkhwa Ehtesab Commission Bill, 2014.

جناب سپیکر: سراج صاحب! Basically یہ آئٹم نمبر 9، آئٹم نمبر 9۔

سینیئر وزیر (خزانہ): وہ میں نے پیش کیا سر۔

جناب سپیکر: وہ نہیں کیا، وہ ہم نے نہیں سنا۔

سینیئر وزیر (خزانہ): وہ بالکل پیش ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا وہ پیش کیا ہے؟

سینیئر وزیر (خزانہ): بالکل میں نے پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر: ایک دفعہ پھر وہ کرلیں تاکہ سب اس کو۔۔۔۔۔

سینیئر وزیر (خزانہ): ٹھیک ہے، دوبارہ پیش کر رہا ہوں۔

ہنگامی قانون مجریہ 2013 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

(خیبر پختونخوا پروموشن، پروٹیکشن اینڈ انفورسمنٹ آف ہیومن رائٹس)

Senior Minister (Finance): Mr. Speaker, I, on behalf of honourable Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, intends to lay on the table of the House, the Khyber Pakhtunkhwa, Promotion, Protection and Enforcement of Human Rights Ordinance, 2013.

Mr. Speaker: It stands laid.

جناب سلیم خان: جناب سپیکر صاحب! آئٹم نمبر 7 آپ سے رہ گیا ہے، Kindly اگر وہ کرلیں۔

مجلس منتخبہ برائے احتساب کمیشن بل 2014 کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

Mr. Speaker: Item No.10: Honourable Minister for Finance.

Senior Minister (Finance): Mr. Speaker Sir, I, on behalf of honourable Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, present the report of the Select Committee in the House, with regard to the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission Bill, 2014.

Mr. Speaker: It stands presented.

خیبر پختونخوا احتساب کمیشن بل مجریہ 2014 کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 11 and 12: The honourable Minister for Finance, on behalf of Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa Ehtesab Commission Bill, 2014, as reported by the Select Committee, may be taken into consideration at once. Honourable Minister for Finance.

Senior Minister (Finance): Mr. Speaker Sir, I, on behalf of honourable Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, move that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission Bill, 2014, as reported by the Select Committee, may be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission Bill, 2014, as reported by the Select Committee, may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Since no amendment has been moved by any honourable Member in Clauses 1 to 57 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 to57 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 to 57 stand part of the Bill. Long Title and Preamble also stand part of the Bill.

وزیر اطلاعات و پبلک ہیلتھ انجینئر نگ: (قہقہہ) خیر مبارک، خیر مبارک۔

(خیر مبارک کی آوازیں)

خیبر پختونخوا احتساب کمیشن بل مجریہ 2014 کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: The honourable Minister for Finance, on behalf of Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission Bill, 2014, as reported by the Select Committee, may be passed? Honourable Minister for Finance.

Senior Minister (Finance): Mr. Speaker Sir, I, on behalf of honourable Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, move that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission Bill, 2014, as reported by the Select Committee, may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission Bill, 2014, as reported by the Select Committee, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed.

(Applause)

جناب سپیکر: اب آخر میں، آخر میں سلیم صاحب کو موقع دیتا ہوں کہ کوئی ایشو ہے جو اس فلور پر اٹھانا چاہتے ہیں۔ سلیم صاحب۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سلیم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب، یہ کہ توجہ دلاؤ نوٹس تھا میرا۔ جناب سپیکر صاحب، میں اس معزز ایوان کی توجہ ضلع چترال کے ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ گزشتہ دس دنوں سے لواری ٹاپ پر برف باری کی وجہ سے چترال روڈ ہر قسم کی ٹریفک کیلئے بند ہو چکا ہے جس کی وجہ سے چترال کی پانچ لاکھ کی آبادی محصور ہو کر رہ گئی ہے۔ بازاروں میں اشیاء خورد و نوش کی قلت روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں، گندم، آٹا، چاول ڈیزل اور پٹرول کی مناسب مقدار میں Stocking نہ ہونے کی وجہ سے شارٹیج ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ سٹوڈنٹس، مریض، ملازمین اور کاروباری حضرات بھی بروقت کہیں نہیں پہنچ پاتے ہیں جس کی وجہ سے چترالی عوام میں شدید پریشانی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ گزشتہ ایک ہفتے سے چترال کے عوام احتجاج کر کے سڑکوں پر نکل آئے ہیں، لواری ٹنل کی بندش کی وجہ سے روزانہ احتجاج جلسے جلوس اور دھرنوں کا سلسلہ جاری ہے مگر افسوس کی بات ہے کہ صوبائی اور مرکزی حکومت ٹس سے مس نہیں ہو رہی ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑھتا ہے کہ لواری ٹنل کی روزانہ کی بنیاد پر کھولنے کے عوامی مطالبے پر این ایچ اے کی طرف سے ہفتے میں صرف چھ گھنٹے لواری ٹنل کو کھولنے کی منظوری مل چکی ہے مگر یہ شیڈول چترالی عوام کیلئے قابل قبول نہیں ہے، لہذا چترال کے عوام اور تمام سیاسی جماعتوں کی طرف سے صوبائی اور مرکزی حکومت سے پرزور میرا مطالبہ ہے کہ لواری ٹنل کو سردیوں میں روزانہ چھ گھنٹے یعنی ہفتے میں 42 گھنٹے کیلئے کھولنے کی منظوری دی جائے، بصورت دیگر ہمیں کوئی دوسرا راستہ جو ہے، وہ دکھایا جائے۔

جناب سپیکر صاحب! حالات اس طرح ہیں کہ وہاں پر تمام، پورے ضلع چترال میں ایک لاء اینڈ آرڈر سیچویشن Create ہو چکی ہے، لوگ بروقت نہ پشاور آسکتے ہیں، نہ کہیں اور پہنچ پاتے ہیں، نہ یہاں سے لوگ چترال پہنچ پاتے ہیں۔ پچھلی حکومتوں میں روزانہ کی بنیاد پر اس کو کھولا جاتا تھا جب لواری ٹاپ کے اوپر برفباری ہوتی تھی مگر اس دفعہ بار بار این ایچ اے ہمارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے، مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ جناب چیف منسٹر صاحب نے اس کے اوپر ایکشن لے کر ان کو ہدایت بھی جاری کر چکے ہیں مگر این ایچ اے جو اس کیلئے اپنی من مانیاں کر رہا ہے اور اس کی ڈیمانڈ یہی ہے، پہلے بھی انہوں نے یہی کیا تھا کہ ایک گھنٹے کیلئے جب وہ کھولتے ہیں ٹنل، تو ایک گھنٹے کیلئے ایک لاکھ روپے چارج کرتے تھے، اس دفعہ بھی میری گزارش ہے

صوبائی حکومت سے کہ روزانہ آٹھ گھنٹے کیلئے ہمارے لئے کھول دیا جائے، اگر روزانہ آٹھ گھنٹے ممکن نہیں ہے تو کم از کم ہفتے میں چار دن کیلئے یعنی روزانہ آٹھ گھنٹے کے حساب سے ہمیں اس کی منظوری دے دی جائے تاکہ چترال کے عوام کا جو مسئلہ ہے، یہ حل ہو سکے۔ اس کے ساتھ سر جو ایس او پی صوبائی حکومت نے جاری کیا ہے یہاں پر، اس ایس او پی کے اندر جو بڑے ٹرک ہیں ان کو Allowed نہیں کیا گیا ہے سر، سارا سامان ٹرکوں میں ہم لے کر جاتے ہیں چترال، اگر ٹرک نہیں جائیں گے تو وہاں پر قحط کی صورتحال پیدا ہو جائیگی۔ تو سر، میری گزارش یہ ہے کہ اس کے اوپر کوئی سیریس ایکشن لیا جائے، یہ ایک ایمرجنسی کی کیفیت ہے۔ تھینک یو، سر۔

جناب سپیکر: جناب چیف منسٹر صاحب، جناب چیف منسٹر صاحب، لواری ٹنل کے ایشو پہ معزز ممبر نے کوئسچن اٹھایا ہے، اس پر بات کریں۔

جناب وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر صاحب! سلیم خان نے جو بات کی ہے، بالکل حقیقت ہے اور ہم Realize کرتے ہیں کہ یہ ٹنل بہت ضروری ہے۔ سب سے پہلے تو جب ہمارا بجٹ بنا تو پی ایس ڈی پی میں میں نے تین ارب روپے اس کیلئے ڈالے، پھر بدقسمتی یہ ہوئی کہ وفاقی حکومت نے پی ایس ڈی پی میں دوبارہ Changes کیں اور میرے ساتھ یہ Commitment کی تھی کہ اگر دسمبر تک ان کے پاس Saving رہی تو جنوری میں وہ پیسے ہم لواری ٹنل کو ٹرانسفر کرینگے، تو 15 جنوری تک ان شاء اللہ تعالیٰ، ہماری ان کے ساتھ میٹنگ ہو گی اور لواری ٹنل کو اور پیسے بھی فیڈرل سے دلائیں گے۔ چونکہ یہ مسئلہ این ایچ اے کا ہے اور جب اس دن مجھے اطلاع ملی کہ لوگوں کو بہت تکلیف ہے تو میں نے اپنے ورکس اینڈ سروسز سیکرٹری کو ہدایت کی اور ہفتہ اور اتوار دو دن کیلئے میں نے ان کو کہا کہ یہ ٹنل کھولا جائے، پھر مجھے پتہ چلا کہ انہوں نے صرف بارہ بجے سے تین بجے تک ان کو اجازت دی، پھر دوبارہ میری بات ہوئی اور میں نے ان کو ڈائریکشن دی کہ صبح دس بجے سے چار بجے تک یہ ٹنل کھولا جائے لیکن آج پھر مجھے یہ اطلاع آئی ہے کہ این ایچ اے اس بات پر آمادہ نہیں ہے اور وہ اس کو کھولنے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں متواتر، تو میں تو چاہتا ہوں کہ یہ دن رات کھلا رہے لیکن وہاں ان کے جو Views ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنی مشینری اسی طرح بند رکھیں تو ٹھنڈ کی وجہ سے ہماری مشینری جام ہو جاتی ہے اور وہ پھر دوبارہ کام نہیں کر سکتی اسی وجہ سے وہ Continuous ان

کو بند کرنا نہیں چاہتے حالانکہ میں آج صبح بھی سیکرٹری کو ڈائریکٹیو دے چکا ہوں کہ ہفتہ صبح چھ بجے سے اتوار کی رات بارہ بجے تک اس کو کھلا ہونا چاہیئے لیکن ان کی طرف سے جو وضاحت آئی ہے، وہ ہماری مجبوری ہے تو مشینری کو بھی چالو رکھنا ہے اور ٹنل پر کام بھی جاری رکھنا ہے، اگر ہم ان کو تنگ کرنا شروع کر دیں تو ایک تو Claims بہت بڑھ جائیں گے اور ہو سکتا ہے وہ ٹھیکیدار واپس ہو جائے اور یہ ٹنل بننا بھی ضروری ہے تو میرے خیال میں میں آج پھر ان سے دوبارہ بات کرتا ہوں، ہم تیار ہیں صوبائی حکومت کی طرف سے کہ جتنے پیسے ٹھیکیدار کے، جو وقت ضائع ہوتا ہے، ان کو پیسے دینے کو ہم تیار ہیں، ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے، مسئلہ صرف ٹھیکیدار کا ہے اور این ایچ اے کا ہے، این ایچ اے چونکہ وفاقی حکومت کے ساتھ ہے تو ہم اس اسمبلی سے بھی ایک قرارداد، یہ جو قرارداد ہے، ہم پوری سپورٹ کرتے ہیں، فیڈرل گورنمنٹ کو بھی بھیجیں گے اور صوبائی حکومت کی طرف سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے، ہم پیسے دینے کو بھی تیار ہیں لیکن ایک سسٹم کو چلانا بھی ہے، ٹھیکیدار کو بھی چلانا ہے۔ تو سلیم خان صاحب اور چترال کے دوسرے ایم پی اے صاحب، وہ تو موجود نہیں ہیں، سلیم خان صاحب سے میں بیٹھ جاؤں گا اور ہم مل کر اس کیلئے راستہ نکال لیں گے۔

<u>جناب سلیم خان</u>: بہت مہربانی سر، Thank you so much۔

<u>سردار اورنگزیب نلوٹھا</u>: سپیکر صاحب!

<u>Mr. Speaker</u>: The sitting is adjourned till 03:00 p.m. of tomorrow afternoon.

(اجلاس بروز بدھ مورخہ 08 جنوری 2014ء بعد از دوپہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)